الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 — جمعۃ المبارک 27 مئی 2016ء — 20 شعبان 1437 ہجری قمری ❁ 27 ہجرت 1395 ہجری شمسی — شمارہ22

خلافت علیٰ منہاج نبوت

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر جب اللہ چاہے گا اس کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر سختی والی بادشاہت قائم ہوگی۔ پھر اللہ جب چاہے گا اس کو بھی اٹھا لے گا۔ اس کے بعد ظالمانہ بادشاہت کا دور آئے گا۔ پھر اللہ اس کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر (آخر میں دوبارہ۔ ناقل) نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل 18596)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اے لوگو! مَیں وہی مسیح ہوں جو اپنے وقت پر آیا اور آسمان سے روشن دلیل کے ساتھ نازل ہوا اور تمہیں اس نے اللہ کے نشانات دکھائے ہیں، تم میں، اپنی ذات میں اور اپنے انصار میں۔ اور زمانے نے اس کے لئے اپنی زبان حال سے گواہی دی۔ اور اللہ نے اس کے لئے اپنے قرآن میں شہادت دی ہے۔ پس اللہ کی شہادت اور اس کے بیان کے خلاف تم کس بات پر ایمان لاؤ گے؟

’’اے لوگو! اگر تم متقی ہو تو پھر تم اللہ اور اس کے حکم سے آگے کیوں بڑھ رہے ہو؟ کیا تمہارا تقویٰ یہ ہے کہ تم نے تکفیر کی جبکہ تمہیں پورا علم نہیں تھا اور تم صاف دلوں کے ساتھ سوال نہیں کرتے اور اگر تم سے سوال کیا جائے تو بھڑک اٹھتے ہو۔ کیا تم پر یہ گراں گزر رہا ہے کہ اللہ نے مجھے اس صدی کے سر پر مبعوث فرمایا اور مجھے اللہ کے دین کی بہتر طور پر تجدید کی خاطر منتخب کیا تا کہ مَیں اس قوم کو جو عیسیٰ کو معبود بنانے میں غلو میں بڑھ گئی ہے ساکت کروں اور اس صلیب کو توڑوں جسے وہ بلند کرتے ہیں اور (جس کی) وہ عبادت کرتے ہیں یا کیا تمہیں اس بات نے غضبناک کیا ہے کہ میرے ربّ نے اپنی وحی میں تمہاری مخالفت کی ہے۔ اسی طرح اس سے پہلے یہود بھی غضبناک ہوئے تھے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم عبرت حاصل نہیں کرتے؟

اے لوگو! مَیں وہی مسیح ہوں جو اپنے وقت پر آیا اور آسمان سے روشن دلیل کے ساتھ نازل ہوا اور تمہیں اس نے اللہ کے نشانات دکھائے ہیں، تم میں، اپنی ذات میں اور اپنے انصار میں۔ اور زمانے نے اس کے لئے اپنی زبان حال سے گواہی دی۔ اور اللہ نے اس کے لئے اپنے قرآن میں شہادت دی ہے۔ پس اللہ کی شہادت اور اس کے بیان کے خلاف تم کس بات پر ایمان لاؤ گے؟ کیا وقت نہیں آ گیا کہ تم اللہ اور اس کی ملاقات کے دن سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جو کھالوں کو اپنی آگ سے پگھلا دے گا۔ تم اللہ کی آیات کے متعلق کیوں غور نہیں کرتے۔ اس کے فرقان سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے؟ کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ اگر مَیں اللہ کی طرف سے ہوا اور تم نے میرا انکار کر دیا تو تمہیں کیسے اس کی اَمان سے حصہ ملے گا؟ کیا تم یہود کے واقعات کو نہیں پڑھتے۔ وہ کس طرح بندر بنا دیئے گئے، کیا ان کے پاس بالکل اسی طرح کے عذر نہ تھے جیسے تم پیش کر رہے ہو۔ پس اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کب تک جسارت کرو گے؟ اے نادانو! اللہ سے جنگ نہ کرو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنی موت کو یاد نہیں کرتے اور ڈرتے نہیں۔ وہ غیور (خدا) جس نے مجھے مبعوث فرمایا اور جس کی تم نے نافرمانی کی بلاشبہ وہ ایک صاعقہ ہے اور اس کا عذاب مجرم قوم سے ٹالا نہ جائے گا۔ یقیناً وہ تمہارے منہ سے نکلی ہوئی بات کو سنتا اور تمہارے خفیہ مشوروں اور سب مکروں کو دیکھتا ہے اور ظالم لوگ ضرور جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہو گا۔ ہلاکت ہو ان لوگوں پر جو صادق اور کاذب کے درمیان تمیز نہیں کرتے اور ڈرتے نہیں؟ اور نہ وہ صادقوں کو ان کے چہروں سے پہچانتے ہیں اور نہ فراست سے کام لیتے ہیں۔ نہ وہ کلمات مقربین کا ذوق رکھتے ہیں اور نہ نشانات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور وہ سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے۔

اے لوگو! تم میری تکذیب میں کیوں جلدی کرتے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم متقیوں کی طرح نہیں چلتے اور بیہودہ گوئی کرتے ہو اور وقار اختیار نہیں کرتے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم عیسیٰؑ کے متعلق اللہ عزّ و جلّ کے قول فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ پر غور نہیں کرتے۔ کیا تم مرو گے نہیں اور ہمیشہ زندہ رہو گے؟ کیا تم نے عیسیٰؑ کو دیکھا جب وہ آسمان پر چڑھے تو تم نے کہا کہ جو ہم نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے اسے ہم کیسے چھوڑ دیں۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو! کیوں تم عوام الناس کو بغیر علم کے گمراہ کرتے ہو اور اُس ذات سے نہیں ڈرتے جس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ تم جھوٹ پر مصر ہو۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم جھوٹ بول رہے ہو پھر اس جھوٹ پر دلیری دکھا رہے ہو۔ اور اگر مَیں تم میں مبعوث نہ کیا جاتا تو تم معذور تھے۔ لیکن اللہ کے مجھے مبعوث فرمانے کے بعد اب تمہارے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ڈرتے نہیں۔ اللہ کے حکم سے جو تم نے کیا وہ بہت بُرا ہے اور بُرا ہے جو تم افترا کرتے ہو۔

ہائے افسوس تم پر، تم نے زمانے کو نہ پہچانا اور انبیاء کے فرمودات کو یاد نہ رکھا۔ اللہ نے اپنی جناب سے تم پر نشانات کے ذریعہ احسان فرمایا لیکن تم نے ان پر نگاہ تک نہ ڈالی اور اپنے آپ کو بہرا اور اندھا بنا لیا اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو مر جاتے ہیں۔ تم نے اپنی گمراہیوں میں سے ایک ذرہ بھی نہ ترک کیا بلکہ تم ان پر اصرار کرتے رہے۔ اللہ نے تم پر اپنے مسیح کی آمد کے وقت کی پوری صراحت کر دی تھی اور کسی دلیل کو نہ چھوڑا۔ اللہ نے بدر میں تمہاری مدد اس حالت میں فرمائی جب تم کمزور تھے۔ تمہیں کیا ہے کہ اس راز کو نہیں سمجھتے اور نہ ہی توجہ کرتے ہو۔ کیا یہ صدی بدر کی (چودھویں) صدی نہیں؟ پھر تم اللہ کی آیات کی حقیقی قدر کیوں نہیں کرتے اور نہ ان سے فائدہ اٹھاتے ہو۔

نادان کہتے ہیں کہ ہم اس شخص کی کیسے اتباع کریں جو الگ ہو گیا ہے اور ہم کیسے سوادِ اعظم کو چھوڑ دیں۔ کوئی نبی بھی نہیں آیا مگر وہ سوادِ اعظم سے کٹ کر اور گمراہی سے پاک ہوتا تھا۔ دیکھ ہم ان کے وسوسوں کا کس طرح ازالہ کر رہے ہیں پھر دیکھ کہ وہ کیسے اندھے بن رہے ہیں۔ وہ اس دن کو بھول گئے ہیں جس میں وہ ایک ایک کر کے اس کے حضور لوٹائے جائیں گے پھر ان سے ان کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور ہمارے نبی اکرم (ﷺ) پر نگاہ نہیں ڈالتے کہ وہ کیسے اپنے آغاز میں (سوادِ اعظم سے) الگ تھلگ مبعوث کئے گئے۔ پھر صلحاء کی ایک جماعت ان کے گرد جمع ہو گئی اور سب نے تصدیق کی اور سرِ تسلیم خم کیا اور اس پر ایمان لائے جو الگ تھلگ تھا اور اپنے سوادِ اعظم کو چھوڑ دیا، سوائے اس کے جو جہنم کے لئے پیدا کیا گیا۔ پس ہلاکت ہو ان کے لئے جنہوں نے اپنے وقت کے نبی کو چھوڑ دیا۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جو (جماعت سے) الگ ہو گئے اور جن کا نام ہمارے نبی (ﷺ) نے فیج اعوج اور منحوس رکھا اور فرمایا کہ وہ مجھ سے نہیں اور نہ مَیں ان سے ہوں۔ پس یہ ہیں الگ تھلگ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ جب ان کے پاس ان کے ربّ کی طرف سے حکم آیا تو انہوں نے اپنی آنکھیں پھوڑ لیں اور اپنے کانوں کو بہرا کر لیا اور اس کے متعلق تحقیق نہ کی اور گونگے کی طرح ہو گئے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 93-97)

تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 5

7 سال کی عمر تک بچوں کی تربیت کے لئے غذا وغیرہ سے متعلق کچھ ضروری امور:

غذا بچے کو مقررہ وقت پر دینی چاہئے۔ اس سے بچے میں یہ عادت پیدا ہوتی ہے کہ وہ خواہشات کو دبا سکتا ہے اور اس طرح بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے۔

ہر قسم کی خوراک یعنی گوشت، ترکاریاں اور پھل دیئے جائیں کیونکہ غذاؤں سے بھی مختلف اقسام کے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ بازار کی بنی ہوئی چیزوں خصوصاً بسکٹ، چپس، گولیوں ٹافیوں وغیرہ کا بہت زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

غذا اندازے کے مطابق دینی چاہیے۔ اس سے قناعت پیدا ہوتی ہے اور حرص دُور ہوتی ہے۔

اگر بچہ بیمار ہو تو والدین کو چاہیے کہ جو چیز اس نے نہیں کھانی والدین بھی نہ کھائیں اور ایثار سے کام لیں۔

اسی طرح بچے کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ یہ اس کی صحت کے لئے مفید ہے اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ بچے کے اعضاء میں وقت کی پابندی کی حِس پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وقت پر کام کرنے والے بچہ میں نماز، روزہ کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔

دعاؤں کی عادت ڈالنا: ہر کام شروع کرنے سے پہلے خصوصاً کھانا کھانے سے پہلے، کھانا ختم کرنے کے بعد، رات کو سونے سے پہلے دعا کی عادت بچے کو ڈالنی چاہئے۔ اسی طرح بچپن سے ہی بچے کو اپنی ضروریات کے لئے خدا تعالیٰ سے مانگنے کی تلقین کرتے رہنا چاہئے اور شرکِ خفی سے ہوشیار رکھنا چاہئے۔

اُونچی آواز میں سلام کرنے کی عادت ڈالنا: بچپن سے ہی اُونچی آواز میں سلام کرنے کی عادت ڈالنا بھی نہایت ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے (حضرت کلدہؓ بن حنبل) کو جو بلا اجازت اور بغیر سلام کہے اندر آ گئے تھے فرمایا کہ پہلے باہر جاؤ، پھر السلام علیکم کہہ کر اندر آنے کی اجازت مانگو تو اندر آ سکتے ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کیف الاستئذان حدیث نمبر 5176)

آپؐ نے یہ نہیں سوچا کہ چھوٹا ہے، اندر آ گیا تو کوئی حرج نہیں بلکہ فوری تربیت فرمائی کہ اعلیٰ اخلاق ابتدا سے ہی بچوں کے ذہن میں پیدا کرنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں نہیں جانا، دوسرے اجازت کا بہترین طریق یہ ہے کہ سلام کرو اور ایسے طریق سے اجازت چاہو جس سے محبت کی فضا پیدا ہو اور ایک دوسرے کے لئے دعائیں نکلیں۔

سلام کرنے کے بارے میں **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:**

’’اب اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے جو اخلاق کے معیاروں کو اونچا کرنے کے لئے بھی ضروری ہے، فساد اور شکوک وشبہات کو ختم کرنے کے لئے بھی ضروری ہے اور ایک دعا بھی ہے جس سے ایک دوسرے کے لئے پیار ومحبت کے جذبات اُبھرتے ہیں اور یہ حکم اُس وقت سَلَام کہنے کا ہے جب تم کسی کے گھر جاؤ۔ بجائے اطلاع دینے کے دوسرے طریقے اپنانے کے، بہترین طریقہ کسی کے گھر پہنچ کر اطلاع دینے کا یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ گھر والوں کو اونچی آواز میں سَلَام کیا جائے۔ بعض امیر لوگ جن کی بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں یا ایسے بھی گھروں والے ہیں جن کے گھروں میں گھنٹی بجنے کی آواز نہیں پہنچ سکتی تو اُنہوں نے گیٹ پر فون لگائے ہوتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ سے پیغام پہنچایا جائے۔ اگر گھنٹی بجائی ہے تو جب بھی گھر والا پوچھے تو پہلے سَلَام کیا جائے پھر نام بتایا جائے۔ یہ ایک ایسا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی ہدایت فرمائی ہے۔‘‘ (خطباتِ مسرور جلد پنجم صفحہ 212)

کھیل کُود اور کام کرنے کی عادت ڈالنا: جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کُود کے طور پر اس سے کام لینا چاہئے۔ مثلاً فلاں برتن اُٹھا لاؤ، یہ چیز وہاں رکھ دو، یہ فلاں کو دے آؤ۔ اس سے بچے کو کام کی عادت پڑے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو اپنے طور پر کھیلنے کی بھی اجازت دینی چاہئے۔ مثال کے طور پر کوئی کھلونا ہو تو کہا جائے کہ سب اس سے کھیلیں، اس طرح سے قومی مال کی حفاظت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ چھوٹی عمر میں بچوں کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ بچے کو اس کی عمر کے مطابق بعض ذمّہ داری کے کام دیئے جائیں تا کہ اس میں ذمّہ داری کا احساس پیدا ہو۔

بچوں کو بعض مفید فقرات (ہم یہ کریں گے، یہ نہیں کریں گے) **یاد کروانا:** صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ بچے نے بولنا شروع کر دیا ہے خواہ وہ فضول باتیں منہ سے نکالے بلکہ خود سے اسے ایسی باتیں بولنا سکھایا جائے جو اچھی اور نصیحت پر مبنی ہوں جو آئندہ اس کے کام آئیں۔ حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک فقرہ حفظ کروایا تھا جو ابھی تک مجھے یاد ہے دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلیٰ مَا لَا یُرِیْبُکَ۔ یعنی چھوڑ دے وہ بات جو بُری اور شبہ والی ہو۔ اور اختیار کر وہ بات جو اچھی اور شبہ سے پاک ہو۔

چنانچہ **حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے** کہ بچوں کو بعض مفید فقرے یاد کروا دیئے جائیں جن میں اُن کو بتایا جائے کہ ہم یہ کریں گے، یہ نہیں کریں گے، اس کا بھی بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ (بحوالہ الازھار لذوات الخمار صفحہ 159)۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے ’’کر نہ کر‘‘ کے نام سے چھوٹی چھوٹی نہایت کام کی باتیں تحریر فرمائی ہیں اُن سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ پھر ایسی نظمیں یاد کروانی بھی مفید ہو سکتی ہیں جیسے

ہُوں اللہ کا بندہ، محمدؐ کی اُمّت
ہے احمدؑ سے بیعت، خلیفہ کی طاعت
میرا نام پوچھو تو مَیں احمدی ہوں

اسی طرح

ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے
شیطاں کی حکومت کو دنیا سے مٹا دیں گے

اس کے ساتھ ساتھ بچے کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہیے کہ وہ نیک اور اچھا ہے۔

روزمرّہ زندگی میں کھانے پینے، کپڑے پہننے، ملاقات کرنے، گفتگو کرنے، مجلس، مسجد اور نماز وغیرہ کے آداب سکھلانا: مثلاً کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا، دائیں ہاتھ سے کھانا، اپنے آگے سے کھانا، لقمہ منہ میں ہو تو بات نہ کرنا، حلال اور طیّب چیزیں کھانا اور حرص نہ کرنا وغیرہ جیسی باتیں بچپن سے سکھانے کی ضرورت ہے۔

ہمارے معاشرے میں یہ بھی اکثر مشاہدے میں آتا ہے کہ ٹرالیوں یا گاڑیوں میں لدے ہوئے گنّے بغیر اجازت نکال کر کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا یا کسی کے درختوں پر لگا ہوا پھل بڑے یا بچے مالک سے پوچھے بغیر اُتار کر کھا لیتے ہیں۔ ایسی باتیں اور ان کے خطرناک نتائج بھی بچوں کو بتانے کی ضرورت ہے۔ ہاں راستے میں بغیر پتھر مارے اگر کوئی پھل نیچے گرا ہوا مل جائے تو اُس کا کھانا ناجائز نہیں ہے۔

اسی طرح بچپن سے ہی بچوں خاص طور پر بچیوں کو مناسب اور جسم کو ڈھانپنے والا لباس پہنایا جائے۔ چار پانچ سال کی عمر میں ہی اگر مناسب لباس کی طرف اُن کو توجہ دلائیں گے تو بڑے ہو کر اُن میں درست لباس کا احساس پیدا ہو گا۔ پھر کسی کے سامنے بھی اُن کے کپڑے نہ بدلوائے جائیں۔ شرم وحیا کی حِس چھوٹی عمر سے اُن میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بچیوں کے علاوہ لڑکوں کی تربیت میں بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اُنہیں بچپن سے یہ بتایا جائے کہ پردہ خدا کا حکم ہے تا کہ وہ بڑے ہو کر اپنی بیویوں کو پردہ کروانے والے ہوں نہ کہ اُتروانے والے۔

پھر ایک دوسرے سے ملتے ہوئے بلند آواز سے سلام کہنا اور چھوٹے بچوں کو بڑوں سے بات کرتے ہوئے تُم کی بجائے آپ کہہ کر مخاطب کرنے کی عادت شروع سے ڈالنے کی ضرورت ہے۔

نازونخرے میں نہ ڈالنا: بچے کو بہت زیادہ چومنا نہیں چاہئے، اس طرح سے وہ جس مجلس میں جاتا ہے خواہش کرتا ہے کہ سب اُسے چومیں اور پیار کریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی بودی (یعنی سر کے بالوں کو بعض جگہوں سے مونڈنا اور بعض جگہوں سے چھوڑ دینا) رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ بعض بچے سر کے اگلے حصہ میں یا سر کے اُوپر درمیان میں خاص صورت کے بال رکھتے ہیں، لڑکوں کا زنانہ خصلتیں اختیار کرنا مثلاً لڑکیوں کی طرح نیل پالش وغیرہ لگا لینا بھی ہرگز درست نہیں۔ اسی طرح کھانے پینے میں، لباس میں بھی بچوں کو نازونخرے میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

گھر میں کوئی چیز آنے پر پہلے بچوں کو دینا پھر خود کھانا: حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ کے پاس کوئی بھی پہلا پھل آتا تو پھلوں میں برکت کی دعا کرتے اور پھر پہلے وہ پھل مجلس میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو عطا فرماتے۔

(مسلم (16) کتاب الحج باب 85)

کوئی چیز دیکھ کر لالچ نہ کرنا سکھانا اور بچے کی خواہش خود پوری نہ کر سکنے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے: بچے کی خواہش خود پوری نہ کر سکنے کی صورت میں والدین کو دوسروں سے مانگ کر کبھی وہ چیز مہیا نہیں کرنی چاہئے۔ اس طرح بجائے اس کے کہ وہ بچے کی خواہشات کو مار دیں اور بھی اس کی خواہشات کو اُبھارتے ہیں۔ حالانکہ اگر بچے کو سمجھایا جائے کہ بچے ہم غریب ہیں یا یہ چیز ابھی نہیں خرید سکتے تو بچے جیسا صابر بھی کوئی نہیں وہ اتنا کہہ دینے سے بھی خوش ہو جاتا ہے، بصورتِ دیگر دوسروں سے چیز لے کر بچے کی خواہش پوری کرنے سے بچے کے اندر صبر اور قناعت کا مادہ پیدا نہیں ہو گا اور اس کی حرص بہت بڑھ جائے گی۔

بچپن سے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کریں: والدین کو چاہئے کہ ہر وقت یہ کوشش کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بچوں کے دلوں میں جاگزیں ہو۔ **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:**

’’بچپن سے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کریں۔ جب ذرا بات سمجھنے لگ جائیں تو جب بھی کوئی چیز دیں (اب یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں) تو یہ کہہ کر دیں کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اللہ میاں نے دی ہے۔ شکر کی عادت ڈالیں۔ پھر آہستہ آہستہ سمجھائیں کہ جو چیز مانگنی ہے اللہ میاں سے مانگو۔‘‘

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2003)

سچ کی عادت ڈالنا: سچائی ایک ایسا خُلق ہے کہ اگر یہ خُلق بچے کے دل میں ابتدا ہی سے بٹھا دیا جائے تو ساری عمر وہ بدیوں اور گناہوں سے بچتا رہے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تربیتِ اولاد کے جو گُر ہمیں بتائے اور سکھائے ہیں ان میں سب سے اوّل سچائی کا قیام ہے کہ بچہ ہر حال میں سچ بولنا سیکھے اور سچائی کی خاطر جان دینے کو بھی کوئی غیر معمولی بات نہ جانے بلکہ سچائی کے قیام کی خاطر اپنی جان پر بھی کھیلنے کا حوصلہ اس میں پیدا ہو جائے۔ فرمایا کہ **بچے سے کسی ایسی بات کا وعدہ نہ کرو جس کے پورا کرنے کی تم استطاعت نہیں رکھتے یا ایسی چیز کا وعدہ نہ کرو جو تم ان کو لے کر نہیں دے سکتے** تا کہ بچے میں بچپن ہی سے صداقت کو قائم کرنے کا حوصلہ پیدا ہو اور وہ اپنے اندر سچائی کی طاقت محسوس کرنا بچپن ہی سے شروع کر دے۔

اس کی ایک بہت ہی پیاری عملی مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں اس وقت ملتی ہے جب کہ حضرت مصلح موعودؓ ابھی چھوٹے بچے ہی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو اُٹھایا ہوا تھا اور آپ کسی چیز کیلئے ضد کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی توجہ کسی اور طرف مبذول کروانی چاہی اور فرمایا کہ دیکھو وہ تارا، اس پر بچے نے نئی ضد شروع کر دی کہ ’’ابّا تارے جانا‘‘۔ یعنی میں ستارے پر جانا چاہتا ہوں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو وقتی طور پر ٹالنے کیلئے کوئی بات نہیں گھڑی کیونکہ اس طرح بچے کی تربیت پر غلط اثر پڑتا اور اس کو جھوٹ اور کسل کی عادت پڑ جاتی۔ بلکہ وہ آپ کو سمجھاتے ہی رہے کہ جو چیز آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کیلئے مضر ہے یا ہماری بساط سے بڑھ کے ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ بچوں کی باتوں سے بڑوں خاص طور پر والدین کو اُکتانا بھی نہیں چاہئے۔

اپنے بچوں کو پیارے امام **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ نصیحت ہمیں یاد کرواتے رہنا ہے کہ:** ’’کسی بھی احمدی بچے کو کبھی بھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ اپنے ساتھیوں سے کھیل رہے ہوں یا کوئی غلطی کرتے ہیں اور امّی ابّا آپ سے پوچھیں کہ فلاں کام تم نے تو نہیں کیا تو کبھی سزا کے ڈر سے بھی جھوٹ نہیں بولنا اور کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا۔‘‘

(مشعلِ راہ جلد 5 حصہ دوئم صفحہ 2)

...........................(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 402

مکرم اسامہ عبدالعظیم صاحب

مکرم اسامہ عبدالعظیم صاحب کا تعلق مصر سے ہے۔ جہاں ان کی پیدائش 1976ء میں ہوئی۔ بعد میں انہیں 2014ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مَیں سمجھتا ہوں کہ احمدیت کی طرف سفر کی ابتدا میرے بچپن سے ہوئی۔ میرے والد صاحب متدیّن مزاج آدمی تھے۔ ان کی خواہش کے مطابق مَیں نے قرآن کریم کے بعض اجزاء حفظ کئے اور لڑکپن میں ہی والد صاحب کی لائبریری سے تفسیر، فقہ اور عقیدہ اسلامیہ کے موضوعات پر مختلف کتب کا مطالعہ کرلیا۔ مَیں نے سید قطب کی تحریرات پڑھیں اور ان کے مطالعہ کے بعد اپنے اندر قربانی کا جوش، جہاد کی محبت اور ظالم کے سامنے ڈٹ جانے کا غیر معمولی جذبہ محسوس کرنا شروع کردیا۔

سلفی اور اخوان المسلمین

اسی لڑکپن کی عمر میں مجھے سب سے پہلے جس جماعت نے متأثر کیا وہ سلفیوں کی جماعت تھی۔ میں جب ان کا لباس اور لمبی داڑھی دیکھتا تو خیال کرتا کہ شاید یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ یہ سمجھ کر میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ ان سے میں نے عقیدہ اور فقہ کے اصول سیکھے اور فروع دین کا علم حاصل کیا۔ اسی عرصہ میں ہمارے ملک میں دینی وفکری نزاعات کا سلسلہ چل نکلا۔ ایک طرف سلفی تھے تو دوسری طرف اخوان المسلمین۔ لیکن ان کے بالمقابل تبلیغی جماعت، انصار السنۃ اور جہادی وتکفیری جماعتوں کے علاوہ شیعہ بھی موجود تھے۔ میرا شروع سے ہی اس بات پر پختہ ایمان تھا کہ خدا کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہوتا ہے اور جماعت کے ساتھ مل کر دین کا کام کرنا نہ صرف ضروری ہے بلکہ ایک دینی فریضہ ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے خود کو زمانے کے فتنوں سے بچایا جاسکتا ہے۔ لیکن فرقوں کی بھرمار میں وہ کونسی جماعت ہے جس کے ساتھ جڑ کر یہ دینی فریضہ ادا کیا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب ڈھونڈنے کے لئے میں نے تقریبًا ہر جماعت کے قریب ہو کر اسے پرکھنے کی کوشش کی۔ بالآخر میں اخوان المسلمین اور سلفیوں کے مابین اٹک کر رہ گیا۔ اخوان المسلمین کے جوش وجذبے اور ان کے مضبوط نظام اور امّت اسلامیہ کے معاملات میں ان کی دلچسپی نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہ واحد جماعت تھی جو اس عالمی خلافت کے قیام کے لئے کوشاں تھی جس کے ساتھ آخری زمانے میں اسلام کی ترقی وابستہ کردی گئی ہے۔ لیکن ان کے دعاوی کے برعکس مَیں نے دیکھا کہ وہ کئی ظاہری امور میں سنت نبوی کی اتباع کا خیال نہیں رکھتے۔ اسی طرح ان کی زیادہ تر توجہ سیاسی امور پر مرکوز رہتی اور دینی احکام وعلوم کے بارہ میں تساہل سے کام لیا جاتا۔ اگرچہ مَیں سلفیوں کے چال چلن سے بھی اتنا خوش نہ تھا لیکن مذکورہ صورتحال کی بنا پر میرے سامنے سوائے سلفیوں کے اور کوئی جماعت ایسی نہ تھی جس کے ساتھ مل کر کام کیا جاسکتا۔

مَن کی مراد!

مَیں ابھی اسی شش وپنج میں ہی تھا کہ میرا تعارف کچھ ایسے نوجوانوں سے ہوا جن کا تعلق ''الجماعة الإسلامية المصرية'' سے تھا۔ انہوں نے مجھے جماعت کے طرزِ فکر پر مبنی کچھ لٹریچر بھی دیا۔ مجھے تو شروع سے ہی مطالعہ کا شوق تھا لہذا میں نے ان کا لٹریچر پڑھا تو اپنی فہم کے مطابق ان کو سلفیوں سے بھی بہتر پایا کیونکہ علوم شریعت کے اہتمام کے ساتھ ساتھ ان کی اسلام اور امّت مسلمہ کی موجودہ حالت پر بھی نظر تھی نیز باطل کا مقابلہ کرنے کی طاقت بھی بہت نمایاں تھی۔ مجھے تو اس جماعت میں جیسے مَن کی مراد مل گئی لہذا میں 1991ء سے اس جماعت میں شامل ہو گیا اور اس کی جملہ کتب اور لٹریچر پڑھ ڈالا۔ یہ جماعت مصر میں حکومتی ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی اور اس کے کئی ممبران کو گرفتار کر کے دس دس پندرہ پندرہ سال کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا تھا بلکہ کئی ممبران کو تو عمر قید اور پھانسی تک کی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس لئے اس جماعت کا جملہ لٹریچر خفیہ طور پر بڑی احتیاط کے ساتھ جماعت کے ممبران تک پہنچایا جاتا۔ ظلم کی ان داستانوں کو دیکھ کر اور ان کے بارہ میں سن کر ہمیں خوف نہ آتا تھا بلکہ ایسے واقعات ہمیں مزید مضبوط کرنے اور قربانی پر ابھارنے کے لئے کافی تھے۔

قید کے بعد تبدیلی

مَیں اس مذکورہ اسلامی جماعت کے مبلغ کے طور چھپ چھپا کر کام کرتا رہا تا آنکہ میری باری بھی آگئی اور 1997ء میں مجھے بھی گرفتار کر کے 9 سال کے لئے جیل کی کال کوٹھڑیوں کے اندھیروں میں دھکیل دیا گیا۔ ان 9 سالوں میں جب اس جماعت کے خلاف کارروائیاں بڑھیں تو اس جماعت نے بھی شدت پسندی کی راہ اختیار کر لی۔ جس کے نتیجہ میں اس کے ممبران کے قتل وپکڑ دھکڑ کا بازار گرم ہو گیا اور بالآخر اس جماعت کو اس ملک میں چلنے کے لئے اپنے طرز فکر میں بنیادی تبدیلیاں کرنی پڑیں۔ چنانچہ اس جماعت کے بعض علماء شدت پسندی کو چھوڑ کر نبی کریمؐ کی رحمت اور انسانیت سے ہمدردی کے موضوع پر تقریریں کرنے لگ گئے جنہیں سن کر مجھے ایسے لگا جیسے حقیقتِ اسلام سے ہمارا تعارف اب ہوا ہے۔ میں 2006ء میں جیل سے رہائی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کی اکثریت اسلام کی حقیقت سے نا آشنا ہے۔ مجھے اس بات پر فخر تھا کہ میری جماعت نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی فکر کی تصحیح کر لی ہے۔

اسلامی جماعت سے علیحدگی

اسی عرصہ میں 2008ء میں مصر میں انقلاب کی تحریک شروع ہوئی جو بعد میں 2011ء میں حسنی مبارک کی حکومت کے خاتمہ کا باعث بنی۔ ایسے حالات میں تمام دینی جماعتوں نے پر پُرزے نکالے اور میدان عمل میں نکل کھڑی ہوئیں۔ لیکن اس موقع پر میری جماعت میں یہ عجیب انقلاب آیا کہ اس کے بعض متشدد عناصر نے اپنی سیاست چمکانے کے لئے رحمت وعفو کی تعلیم دینے والے علماء کو جماعت سے نکال باہر کیا اور خود جماعت کے مالک بن بیٹھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر مَیں نے اس جماعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔

احمدیت سے تعارف

یہی وہ عرصہ تھا کہ جس میں ''ممدوح'' نامی میرے ایک قریبی دوست نے 2008ء میں ہی مجھے یہ بتایا کہ وہ جماعت احمدیہ کی سچائی کا قائل ہو گیا ہے۔ ہم تو اسے قادیانی جماعت کے نام سے جانتے تھے جس کے بارہ میں اس قدر پروپیگنڈہ کیا گیا تھا کہ میں نے دوست کی بات سنتے ہی لاحول پڑھتے ہوئے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میرا دوست اس گمراہ اور مرتد گروہ میں شامل نہ ہو جائے۔ میں تو اس جماعت کو اس قابل بھی نہ سمجھتا تھا کہ اس کے بارہ میں بات بھی کی جاتی۔ لیکن چونکہ میرا دوست اس کے بارہ میں بہت جوش دکھا رہا تھا لہذا اسے بچانے کے لئے میں اس کے ساتھ جماعت کے بارہ میں بحث کرنے لگ گیا۔

ہوسکتا ہے یہ شخص سچا ہو!

ہماری بحثوں کا یہ سلسلہ 6 سال تک چلتا رہا جس میں بسااوقات ساری ساری رات ہمیں بحث کرتے ہوئے گزر جاتی۔ اسی چھ سالہ عرصہ میں مَیں سعودی عرب میں کام کے لئے چلا گیا لیکن جب بھی چھٹیوں میں واپس آتا تو اپنے دوست سے بحث کا سلسلہ چل نکلتا نیز کبھی کبھی انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی ان موضوعات پر گفتگو ہوتی رہتی۔ ''ممدوح'' کے ساتھ بحث ومباحثہ کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میرے قدم ڈگمگانے لگے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عقل ومنطق کے مطابق تفاسیر اور روح پرور نکاتِ معرفت سننے کے بعد میں کسی طور یہ کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا کہ وہ جھوٹے مدعی ہیں، ہاں میں اس بات کا بھی قائل نہ تھا کہ وہ حقیقت میں امام مہدی ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے۔ ہاں میں یہ سمجھتا تھا کہ کثرت عبادت اور تقرب الی اللہ سے انہیں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے تاہم میں انہیں جھوٹا کہنے کی جرأت ہرگز نہ کرسکتا تھا۔ میری سابقہ اسلامی جماعت کے ایک زعیم نے ہمیں سمجھایا تھا کہ ہمیشہ دوسروں کے بارہ میں حسن ظن سے کام لیا کریں اور ہر بات میں خود کو ہی حقّ مبین پر نہ خیال کریں۔ کیونکہ یہ امکان بھی ہے کہ آپ کا مدّ مقابل ہی صحیح راستے پر ہو اور آپ غلطی خوردہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں نے اپنی سابقہ اسلامی جماعت سے کچھ اچھا سیکھا تو وہ یہی کلمات تھے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں تحقیق کے دوران انہی الفاظ کی بنا پر بار بار میرے ذہن میں یہ خیال بھی آنے لگا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ شخص سچا ہو۔ ایک روز ''ممدوح'' نے مجھے ایک سی ڈی دی جس میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جملہ عربی کتب تھیں۔ میں نے اسے ایک طرف رکھ دیا اور کوئی توجہ نہ دی۔ رفتہ رفتہ میرا ضمیر مجھے ملامت کرنے لگ گیا۔ میں نے کہا کہ جب اس مدعی کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا لٹریچر میرے سامنے ہے تو میں اس کی حقیقت جاننے کے لئے اُسے کیوں نہیں پڑھتا؟ میرے اس میلان اور اس سوچ کا اثر میری زندگی پر بہت نمایاں رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور ''ممدوح'' نے بھی اسے محسوس کرتے ہوئے کہا کہ کچھ وقت کی بات ہے جس کے بعد تم امام مہدی کی غلامی میں آنے ہی والے ہو۔ میں نے ہنستے ہوئے اسے جواب دیا کہ ایسے خواب نہ دیکھو، کیونکہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔

شدید گرمی میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ

2014ء کی بات ہے کہ رمضان سے قبل میں نے ممدوح سے کچھ کتب مانگیں تو اس نے مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دو کتابیں 'حمامة البشری' اور 'تحفہ بغداد' دیں۔ ان کتب کو لینے سے قبل میرا خیال تھا کہ چونکہ شرعی علوم سے مجھے بہت زیادہ واقفیت ہے اس لئے ان کتب کو پڑھ کر میں ان میں خلافِ شریعت امور کی نشاندہی کروں گا اور یوں ممدوح کے ساتھ بات چیت میں میری جیت یقینی ہو جائے گی۔ لیکن میرے لئے یہ بات کسی حیرانی سے کم نہ تھی کہ حضرت امام مہدی کا سب کلام شریعت، عقل اور اسلام کے مسلمہ قواعد واصولوں کے عین مطابق تھا۔ ان کتب کو پڑھ کر مجھے اس ظلم کا اندازہ ہونے لگا جو ہم مسلمانوں نے مل کر حضرت امام مہدی علیہ السلام پر کیا ہے۔ ہم آج تک اپنے مولویوں کے پیچھے لگ کر ان کے بنائے ہوئے اعتراضات کو ہی دہراتے رہے ہیں اور کبھی خود پڑھ کر فیصلہ نہیں کیا۔ امام مہدی علیہ السلام کی ان کتب نے تو مجھے اپنا گرویدہ کر لیا۔ میری حالت ایسے پیاسے کی سی تھی جسے شدید گرمی میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ مل جائے اور وہ اس کے اوپر منہ لگا کر پیتا ہی جائے۔

تفہیمات وبشارات وانعامات

اُدھر میرا دل اور ذہن بدلنے لگا اور اِدھر خدا تعالیٰ کی رحمت اور انعامات اور بشارات نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ میں بغیر کسی تصنّع کے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے کلام نے میری دنیا بدل کے رکھ دی۔ میں روحانیت کی عجیب مسحور کن لہروں میں تیرنے لگا۔ روحانی نشے کی اس کیفیت میں بھی کبھی کبھی یہ سوال پیدا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا جبکہ یہ شخص تو عجمی ہے۔ ایک روز یہ سوچتے ہوئے سویا تو نیم بیداری کی کیفیت میں میرے ذہن میں بار بار حدیث نبوی کا یہ حصہ گردش کرنے لگا: (سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْت)۔ جب صحیح طور پر بیدار ہوا تو تفہیم ہوئی کہ یہ تو دراصل میرے سوال کا جواب ہے کہ امام مہدی کی اہل بیت سے نسبت اسی طرح روحانی ہے جیسے سلمان الفارسیؓ کی تھی۔

☆ ایک روز مَیں یہی دعا کرتے ہوئے سویا کہ خدایا امام مہدی ہونے کا یہ دعویدار مجھے تو سچا لگتا ہے، لیکن اصل حقیقت سے تو تُو ہی واقف ہے۔ اس لئے تو مجھے اس کی حقیقت سے آگاہ فرمادے۔ کچھ دیر کے بعد ایک مہیب آواز کو سن کر میں بیدار ہو گیا جو حضرت امام مہدی کے بارہ میں کہہ رہی تھی: فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِر۔ وہ (یعنی امام مہدی) مقتدر بادشاہ کے حضور سچائی کی مسند پر ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس آواز کو سن کر جاگا تو کانپ رہا تھا میری آنکھوں میں آنسو اور میری زبان پر مذکورہ الفاظ جاری تھے جو میری اہلیہ نے بھی سنے، اور وہ بھی اس کی گواہ بن گئی اور بعد میں اسے بھی امام الزمان کی بیعت میں آنے کی توفیق مل گئی۔

☆ مجھے ایک حکومتی ادارے میں ایک ضروی کام تھا۔ اس ادارے کا ڈائریکٹر نہایت سخت آدمی تھا اور بلاوجہ میرے جائز کام میں رکاوٹ بن رہا تھا۔ میں نے اپنا کام نکلوانے کیلئے قبل ازیں بعض معتبر اشخاص کی سفارش بھی ڈلوائی لیکن ڈائریکٹر نے انکار کر دیا تھا۔ پھر میں خود بھی گیا اور اس سے گرما گرم بحث ہوئی لیکن نتیجہ وہی نکلا کہ اس نے میری ایک نہ سنی۔ ایک روز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تحفہ بغداد کا مطالعہ کر رہا تھا کہ معًا میرے دل میں ایک خیال آیا اور میں نے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ خدایا اگر اس کتاب کا مؤلف اور امام مہدی ہونے کا یہ دعویدار تیرا سچا مامور ہے تو میرا یہ کام ہو جائے۔ یہ دعا کر کے میں اگلے روز اس محکمہ میں گیا۔ ڈرتے ڈرتے ڈائریکٹر کے کمرے میں داخل ہوا تو عجیب ماجرا دیکھا۔ ڈائریکٹر صاحب نے مجھے دیکھتے ہی اپنے ماتحت کو ہدایت کی کہ اس کا کام کر دو۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے خدا تعالیٰ نے میری دعا سن لی اور میرے لئے ایک اور نشان کے طور پر اس ڈائریکٹر کو میرے کام کیلئے مسخر کر دیا۔

بیعت اور تبدیلی

ان روشن نشانات کے بعد میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے دُور رہنے کا کوئی جواز باقی نہ رہا، لہٰذا میں نے 2014ء میں بیعت ارسال کردی۔ ازاں بعد میری اہلیہ نے بیعت کرلی اور پھر ساس نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ والحمدللہ علی ذالک۔

بیعت سے پہلے بھی مَیں نمازوں کا پابند تھا تاہم کبھی کبھی سستی ہو جاتی تھی۔ لیکن امام مہدی پر ایمان کے بعد تو حالت بالکل ہی بدل گئی۔ نماز کی پابندی کے ساتھ ساتھ اب تو تہجد کی بھی عادت پڑ گئی۔ اب خدا کے فضل سے سستی کا تو سوال ہی نہیں، محض نماز کا صحیح وقت نکلنے پر بھی افسوس ہوتا ہے اور طبیعت استغفار کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔

ایک روز میں نے تہجد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ خدایا مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان ویقین میں مزید بڑھا۔ نماز تہجد سے فراغت کے بعد میں فجر سے قبل، کچھ وقت کے لئے استغفار میں مشغول ہو گیا۔ اسی دوران میری آنکھ لگ گئی۔ ایسے میں میرے دل میں یہ عبارت بار بار آنے لگی کہ: إِنَّا هَدَيْنَاكَ يَا أَحْمَد۔ یعنی اے احمد ہم نے تجھے ہدایت دی۔ میری آنکھ کھلی تو میں نے سمجھا کہ شاید میری کثرت تفکیر کی وجہ سے ایسی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ میں استغفار اور درود شریف پڑھتے ہوئے جب دوبارہ سویا تو کچھ دیر کے بعد اسی کیفیت میں دوبارہ یہی عبارت اور یہی کلمات میری زبان پر آگئے۔ یہ روحانی تجربہ میرے ایمان ویقین میں مزید اضافہ کا باعث ٹھہرا۔ اور اب یہ کیفیت ہے کہ اس سچے امام کی صداقت کے اقرار سے میرا دل بھر چکا ہے اور مجھے غیر احمدی مسلمانوں کی غفلت پر افسوس ہوتا ہے کہ وہ اسی موعود کے انکاری ہیں جس کے ساتھ ان کے روحانی ارتقاء کو وابستہ کر دیا گیا ہے۔ کاش کہ ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ وقت کے امام کو پہچان کر اس کی بیعت میں آجائیں اور تمام دینی اور دنیوی دکھوں سے نجات پا جائیں۔ کاش کہ ایسا ہو۔ **(باقی آئندہ)**

برکاتِ خلافت

(حضرت خلیفۃ المسیح کی قبولیت دعا کے حیرت انگیز نشانات)

(انعام الحق کوثر۔ امیر و مبلغ انچارج آسٹریلیا)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہم ہر روز، ہر لحہ خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کو دیکھتے اور اپنے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔ خلیفۂ وقت ماں سے بڑھ کر محبت کرنے والے، باپ سے بڑھ کر خیال رکھنے والے، شفقتوں اور محبتوں کا ایک انبار۔ جس عمر جس گھڑی کسی پریشانی کا سامنا ہوا ایک دعائیہ خط لکھنے کے ساتھ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو اپنی مدد کے لئے آتا دیکھتے ہیں۔ جس گھڑی کوئی بیمار ہوا اُسی لحہ دعا کے لئے خط لکھ دیا اور پھر شفایابی کے سامان ہوتے دیکھے۔ یہاں تک کہ ایسی حالت میں کہ ڈاکٹرز بالکل ناامید ہوجاتے ہیں خلیفۂ وقت کی دعا کے بعد شفا کے حیرت انگیز، غیر معمولی اور معجزانہ عمل کو دیکھ کر خلافت سے محبت بے انتہا بڑھ جاتی ہے۔ خلافت پر ایمان پہلے سے کہیں بڑھ کر ہو جاتا ہے اور دل خدا کی تسبیح وتحمید سے بھر جاتا ہے۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود

خلافت کی سچائی کے ہزاروں نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کی دعا کو حیرت انگیز طور پر شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ اور بسا اوقات خلیفۂ وقت کے منہ سے نکلی ہوئی بات ایک عظیم الشان قدرت کا نشان بن جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک فیصلہ اور آپ کی دعا کے نتیجہ میں معجزانہ شفا

سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک فیصلہ نیز ان کی دعا کے نتیجہ میں شفا کے ایک عظیم الشان معجزہ کا ذکر کرتا ہوں جو گویا احیاءِ موتیٰ کا ایک نشان ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خلیفۂ وقت کی بات کو پورا کیا اور اُن کی دعا کے نتیجہ میں شفاءِ کاملہ کا نشان دکھایا۔

آج اس واقعہ کو 36 برس سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ خاکسار 1978ء سے 1981ء تک راولپنڈی میں تعینات تھا۔ اس دوران جلسہ سالانہ ربوہ 1979ء اٹینڈ کرنے کے بعد جب راولپنڈی پہنچا۔ اُن دنوں مشن ہاؤس ''مسجد نُور'' سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ جونہی مَیں گھر پہنچا اُسی رات پیٹ درد کا شدید حملہ ہوا۔ گھر میں اکیلا تھا۔ اہلیہ اپنے میکے کراچی گئی ہوئی تھیں۔ مشن ہاؤس کے قریب سوائے ایک غیر احمدی کے گھر کے اور کوئی گھر نہ تھا۔ فون کی سہولت بھی نہ تھی اس لئے ممکن نہ تھا کہ کسی کو فون کرکے مدد کے لئے بلاسکتا۔ تین چار روز اکیلے ہی زندگی اور موت سے جنگ کرتا رہا۔ بعدازاں کچھ طبیعت بہتر ہوئی تو دوا وغیرہ لی اور طبیعت سنبھلی۔ کراچی فون کرکے اہلیہ کو راولپنڈی بلالیا مگر طبیعت ناساز رہی بلکہ زیادہ بگڑتی چلی گئی۔

راولپنڈی جنرل ہسپتال سے چیک اَپ کروایا۔ دوسرے ڈاکٹرز سے بھی رابطہ کیا۔ دوا لیتا رہا مگر طبیعت زیادہ خراب ہوتی رہی۔ ہر روز بعد از دوپہر شدید سردی کا حملہ ہوتا۔ باوجود الیکٹرک کمبل اوڑھنے کے شدید کپکپی ہوتی اور یہ حالت ساری رات رہتی۔ صبح کچھ طبیعت سنبھلتی۔ باوجود بسیار علاج معالجہ کے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ دریں اثنا مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی طرف سے آپ کے دستخطوں کے ساتھ یہ خط موصول ہوا (حالانکہ بالعموم ایسا خط دفتر تبشیر سے آتا ہے) کہ:

''مَیں نے تمہاری تقرری امریکہ کے لئے کردی ہے اس کے لئے تیاری کرو''۔

بہرحال اس ناسازئ طبع سے تنگ آکر یہ فیصلہ کیا کہ چھٹی لے کر اپنے والدین کے گھر جایا جائے۔ چنانچہ مَیں نے رخصت لی اور اپنے گھر سبّی چلا گیا۔ چند دن بعد ہی ایک دعوت کے بعد پیٹ کی درد کا شدید حملہ ہوا۔ بار بار ڈاکٹرز کے پاس لے جایا گیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ سول سرجن نے مشورہ دیا کہ انہیں کوئٹہ لے جائیں۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کا خط لکھا اور تمام صورتحال لکھی۔ مجھے کوئٹہ لے جایا گیا۔ وہاں سول ہسپتال میں چیک اَپ کروایا لیکن چونکہ کچھ Pain Killer دوائیں لے رکھی تھیں اور اس وقت درد نہ تھا لہٰذا مجھے گھر بھیج دیا گیا۔ اگلے روز مَیں نے فیصلہ کیا کہ اب Pain Killer دوائیں نہ لوں گا تاکہ صحیح طور پر علاج ہوسکے۔

پھر جب شدید درد ہوئی تو مجھے ہسپتال لے جایا گیا۔ چیک اَپ کے بعد ڈاکٹر اس نتیجہ پر پہنچا کہ اپنڈکس کی شکایت ہے اور فوری طور پر سرجری ہوگی۔ ہمارے ایک قریبی دوست ڈاکٹر نیاز احمد خان صاحب (جنہیں ہم ڈاکٹر نازک کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ) بطور Anesthesiologist وہاں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے آپریشن تھیٹر جانے کا کہا اور مَیں پیدل چل کر ہی وہاں جا پہنچا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آپریشن کُل سات آٹھ منٹ کا ہوگا۔ کیا Full Anaesthesia دوں یا لوکل؟۔ مَیں نے کہا کہ اگر کُل سات آٹھ منٹ کا وقت لگتا ہے تو پھر آپ مجھے لوکل انستھیزیا ہی دیں۔ چنانچہ انہوں نے میری ریڑھ کی ہڈی میں انجکشن لگادیا اور میرا نچلا حصہ بالکل سُن ہوگیا۔ مَیں نے جب چھُریوں کی آوازیں سنیں تو مَیں نے اُن سے کہا کہ میرے منہ کے اوپر کپڑا دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے میرے منہ کے اوپر کپڑا دے دیا۔

پہلا سرجن جس کا نام حمید تھا، اُس نے سرجری شروع کی مگر جلد ہی بے بس ہوگیا کیونکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر باہر نکل رہی تھی۔ پھر دوسرا سرجن بلایا گیا اُس نے بھی تھوڑی دیر کوشش کی مگر جلد ہی وہ بھی جواب دے گیا۔ ڈاکٹر نیاز نے میرے کان میں کہا کہ انعام! بڑا مسئلہ ہوگیا ہے۔ دو سرجن تو جواب دے گئے ہیں۔ بس اب دعا ہی کرو۔ مسئلہ بہت خطرناک ہوگیا ہے۔ مَیں ایک پروفیسر سرجن ڈاکٹر گلزار کو گھر لینے جا رہا ہوں۔ اگر مَیں نے فون کیا تو وہ شاید اپنی مصروفیت کی وجہ سے آنے سے انکار کردے اس لئے مَیں اُسے جاکر لے کر آؤں گا۔

باہر جاکر انہوں نے میری اہلیہ اور بڑے بھائی جان حمید احمد صاحب اور میرے چھوٹے بھائی احسان الحق صاحب کو بتادیا کہ فی الحال بچنے کی کوئی امید نہیں۔ یہ سن کر بھائی جان حمید میری اہلیہ کو محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت کوئٹہ کے ہاں لے گئے کہ اگر کوئی بُری یا بڑی خبر ہوگی تو محترم امیر صاحب میری اہلیہ کو تسلّی دے سکیں گے۔

تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر گلزار آگئے اور آتے ہی انہوں نے شور مچادیا کہ کیا ضرورت تھی آج سرجری کرنے کی۔ ہفتے کے روز کرلیتے (ان دنوں جمعرات آدھا دن اور جمعہ کی پوری رخصت ہوتی تھی اور آج جمعرات کا دن تھا یعنی Half Working Day)۔ کوئی ایمرجنسی تھی؟ میرے دوست ڈاکٹر نیاز صاحب نے کہا کہ سر! ایمرجنسی تھی۔

ڈاکٹر گلزار نے کہا: اچھا۔ کھول دو سارا شکم۔

چنانچہ انہوں نے میرا پیٹ سامنے کی طرف سے تمام کاٹ دیا۔ ہلکی ہلکی درد اور کٹنے کا احساس تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ ڈاکٹر گلزار کا خیال تھا کہ مَیں بیہوش ہوں حالانکہ مَیں تمام باتیں سن رہا تھا۔

شکم کھولنے کے بعد ڈاکٹر گلزار کہنے لگے: اوہ! بند کردو۔ اللہ کے حوالے۔ خدا حافظ۔ یہ تو چھ ماہ سے پھٹی ہوئی اپنڈکس ہے۔ دیکھو یہ چار جگہ سے Burst ہوئی ہے۔ اللہ کے حوالے۔

ڈاکٹر نیاز نے کہا: سر! کچھ کریں۔

ڈاکٹر گلزار نے کہا کہ مَیں کچھ نہیں کرسکتا۔ یہ تو چھ ماہ سے اپنڈکس پھٹی ہوئی ہے۔ نمعلوم یہ مریض اب تک کیسے زندہ رہا ہے؟

ڈاکٹر نیاز نے پھر اصرار کیا کہ سر! کچھ کریں۔

ڈاکٹر گلزار: یہاں تو Half percent بھی بچنے کی امید نہیں۔ مَیں کیا کرسکتا ہوں۔

جس وقت ڈاکٹر گلزار نے یہ کہا کہ ہاف پرسینٹ بچنے کی امید نہیں تو مجھے تو ہاف پرسینٹ بھی اپنے مرنے کی امید نہ تھی۔ مَیں نے کہا کہ یہ ڈاکٹر بالکل غلط کہتا ہے۔ حضور مجھے امریکہ بھجوا رہے ہیں اور یہ مجھے قبرستان بھجوا رہا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مَیں تندرست ہوں گا اور بالضرور امریکہ جاؤں گا۔

ڈاکٹر نیاز نے پھر اُن سے کہا تو وہ کہنے لگے کہ میرا نام لگ جائے گا کہ مَیں نے آدمی ماردیا۔

ڈاکٹر نیاز نے کہا: سر! جب آپ آپریشن تھیٹر میں آگئے تو آپ کا نام تو لگ ہی گیا۔

اس پر ڈاکٹر گلزار کو غصہ آگیا اور انگلش میں کہنے لگے:

How long have you been a Doctor?

ڈاکٹر نیاز نے جواب دیا: سر! سولہ سال سے۔

ڈاکٹر گلزار کہنے لگے: "Have you seen any case like this? Have you heard any case like this? Have you studied any case like this?"

ڈاکٹر نیاز نے جواب دیا: No Sir, No Sir, No Sir۔

ڈاکٹر گلزار کہنے لگے: What can I do then?

ڈاکٹر نیاز نے کہا: سر! یہ میرے کلاس فیلو ہیں۔ ہم بچپن سے اکٹھے سکول جاتے اور واپس آتے تھے۔ ہماری بچپن سے دوستی ہے۔ پلیز کچھ کریں۔

(خدا تعالیٰ مجھے خود کوئٹہ لایا اور ڈاکٹر نیاز کو فرشتہ کے طور پر میری مدد کے لئے تعینات کردیا۔ وگرنہ یہ سب کچھ ممکن نہ تھا۔ وہاں کوئی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا۔)

چنانچہ انہوں نے سرجری شروع کردی جو تین گھنٹے سے زائد جاری رہی۔ انتڑیوں کے کاٹنے اور پھر جوڑنے کا احساس ہوتا تھا۔ آپریشن کے بعد وہ مجھے ایمرجنسی وارڈ کی طرف لے کر چلے۔ راستہ میں مجھے میرے چھوٹے بھائی احسان الحق ملے۔ مَیں نے اُسے آواز دی۔ وہ میری آواز سن کر چیخ پڑا۔ کیونکہ ڈاکٹرز نے اُسے بتایا تھا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں۔ وہ خوشی سے بے اختیار روتے ہوئے کہنے لگا: ''بھائی جان آپ زندہ ہیں؟''۔

مَیں نے کہا: ''کیوں؟ کیوں تم سمجھ رہے تھے کہ مَیں فوت ہوگیا ہوں۔'' (مجھے نہیں معلوم تھا کہ ڈاکٹرز نے انہیں کیا بتایا تھا؟)

چنانچہ وہ مجھے ایمرجنسی وارڈ میں لے آئے۔ نرسوں نے مجھے ڈرپ وغیرہ لگا دیں۔ ڈرپ سے مجھے بڑی گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔ اور میں سونا چاہتا تھا کیونکہ کئی دنوں سے سویا نہ تھا۔ میں نے ایک نرس کی منّت کی کہ اس ڈرپ کو اُتار دو۔ اس نے میرے کہنے پر اسے اتار دیا اور میں سو گیا۔ صبح سویرے ڈاکٹر آیا۔ دیکھا کہ ڈرپ اُتری ہوئی ہے۔ وہ حیران ہوگیا اور سخت غصہ میں آیا۔ پوچھا یہ کس نے اتاری ہے؟ نرس نے کہا مَیں نے اتاری ہے کیونکہ یہ کہتے تھے اتار دو۔ ڈاکٹر نے کہا میں تمہیں Dismiss کرتا ہوں۔ تم نے کیسے مریض کے کہنے پر Drip اتار دی؟ نرس ڈاکٹر کی منتیں سماجتیں کرنے لگی۔ میں نے بھی سفارش کی۔ نہ معلوم اس کا کیا بنا؟

اس کے بعد ڈاکٹر نے لکھا کہ میرا سارا بستر خون اور پیپ (puss) سے بھرا ہوا ہے۔ اُس نے میرے آپریشن کے سارے ٹانکے کھول دیئے۔ اور اوپر صرف رومال رکھ کر اسے cover کردیا۔ اور ڈرپ وغیرہ لگوادی۔ اس کے بعد ہر روز کمپوڈر آتا اور میرے پیٹ کو دبا دبا کر خون اور پیپ نکالتا۔ ہر روز ڈاکٹر آتا اور کہتا Number 17 still alive? اور حیران ہوتا۔

اس دوران والدین حضور انور کو دعائیہ خطوط لکھتے رہے۔ حضور انور نے دعا کی۔ اور امیر صاحب جماعت احمدیہ کوئٹہ کو ہدایت فرمائی کہ ان کا خاص خیال رکھیں۔ چنانچہ وہ بسا اوقات میری خبرگیری کرنے کے لئے آتے۔

ڈاکٹر گلزار مجھ سے اس قدر خوفزدہ تھے (کہ ان کا نام نہ لگ جائے کہ انہوں نے مجھے مارا ہے) کہ جو ٹانکے انہوں نے کھول دیئے تھے وہ کبھی بند نہ کئے۔ البتہ اینٹی بائیوٹکس دیتے رہے اور کمپوڈر ہر روز میرے پیٹ کو دباتا اور پھر آہستہ آہستہ ایک باریک سی جھلّی آگئی۔ اور اس طرح سے قدرت کے نظام کے تحت وہ حصہ خودبخود بند ہوگیا۔ ایک ماہ کے بعد مَیں بستر سے اٹھا۔ اور مناسب خیال کیا کہ ڈاکٹر گلزار کا خود جاکر شکریہ ادا کروں۔ جب میں ان کے دفتر میں داخل ہوا تو وہ مجھے دیکھ کر حیران ہوئے اور پھر مجھے کہنے لگے: کیسے آئے ہیں؟ مَیں نے کہا کہ ''آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے''۔ کہنے لگے ''میرا نہیں۔ خدا کا شکر ادا کرو۔ یہ ایک معجزہ ہے (وہ احمدی نہ تھے مگر خدا نے ان کے منہ سے نکلوایا کہ یہ دعا کا معجزہ ہے۔) اپنڈکس کے مریض دو تین روز میں مرجاتے ہیں۔ مگر تمہاری اپنڈکس چھ ماہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ یہ دنیا میں پہلا اور واحد کیس ہے کہ کوئی بچا ہو''۔ ڈاکٹر نے کہا: ''کاش اُس وقت کوئی کیمرہ ہوتا اور ہم تصویر لیتے تو میڈیکل کی کتابوں میں اس کیس کا بھی ذکر ہوتا کہ ایسے مریض بھی بچ سکتے ہیں۔ مگر افسوس اس روز ہمارے پاس کیمرہ نہ تھا''۔

مجھے یقین تھا کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا اور واقعی یہ دعا کا معجزہ تھا۔ اور یہ کہ حضور نے میری تعیّناتی امریکہ کے لئے کی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میری وفات ہوتی۔

آج اس واقعہ کو 36 برس ہوگئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں۔ امریکہ میں 32 سال سے زائد عرصہ تک خدمت کی توفیق ملی اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت آسٹریلیا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں، اگر آپ کے مال بڑھے ہیں، جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے باپ دادا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کی وجہ سے یہ فضل فرمایا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاری رکھنے کے لئے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا بھی ضروری ہے

ہر طبقے اور ہر قسم کے لوگوں کو جو احمدیت میں شامل ہوئے، چاہے پیدائشی ہیں، چاہے بعد میں بیعت کر کے آنے والے ہیں، چاہے ہجرت کر کے آنے والے ہیں یا یہاں کے رہنے والے ہیں سب کو ان باتوں پر غور کرنا ہوگا کہ اب انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا حق ادا کر سکیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات کے حوالہ سے نیکی اور تقویٰ پر قائم ہونے، لوگوں سے احسان کا سلوک کرنے، اخلاق میں بہتری پیدا کرنے، تبلیغ کرنے اور ایمانی ترقی کے لئے لغویات سے بچنے وغیرہ امور کی بابت اہم نصائح

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، بہت لمبی لمبی دعائیں کیں، بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں اپنے دلوں کو ٹٹولیں، جائزے لیں کہ کہیں کوئی مخفی شرک تو نہیں۔ کسی قسم کی بدعات میں تو ملوث نہیں۔ یا اور ایسی باتیں تو نہیں ہو رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06 مئی 2016ء بمطابق 06 ہجرت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد نصرت جہاں، کوپن ہیگن، ڈنمارک

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

تقریباً گیارہ سال پہلے مَیں یہاں آیا تھا۔ وقت گزرنے کا پتا نہیں چلتا۔ کئی بچے تھے جو آج جوان ہو گئے ہوں گے۔ کئی ایسے ہوں گے جو بچوں کے ماں باپ بن چکے ہوں گے۔ ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں جماعت پر بہت فضل فرمایا ہے اور مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال، دفاتر، لائبریری اور دوسری سہولیات مل گئیں۔ اسی طرح مسجد کے سامنے جو مکان لیا تھا اس میں بھی بڑی وسعت پیدا ہوگئی اور مشنری کی رہائشگاہ، گیسٹ ہاؤس اور ایک بڑا ہال میسر آ گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں، اگر آپ کے مال بڑھے ہیں، جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ یہ شکرگزاری کس طرح ہو اور اس کا کیا تقاضا ہے؟ ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں، جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو مانا ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو وہ اسے واپس لائے گا تو پھر ہمیں اپنی سوچیں بھی مومنانہ بنانی ہوں گی۔ ہمیں ظاہری شکرگزاری یا صرف منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ کر خوش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جو ایک مومن کی زندگی ہے اور جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان فرمائی ہے اور جسے اس زمانے میں کھول کر ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے پیش فرمایا۔

مَیں نے اُس وقت بھی یہاں کے احمدیوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی، جب میں گیارہ سال پہلے یہاں آیا تھا جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا، اور اکثر اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایم ٹی اے کی سہولت اور نعمت عطا فرمائی ہے اس کے ذریعہ سے میری باتیں ہر احمدی تک پہنچ رہی ہیں بشرطیکہ وہ انہیں سننا چاہے۔ بہرحال مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے باپ دادا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کی وجہ سے یہ فضل فرمایا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاری رکھنے کے لئے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا بھی ضروری ہے ورنہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے قدم رک گئے یا دینی باتوں میں عدم توجہگی پیدا ہوگئی یا ہوتی رہی تو ہم اپنی نسلوں کو بھی دین سے دُور کرنے والے ہوں گے اور یوں انہیں اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل سے جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی محروم کرنے والے ہوں گے یعنی مسیح موعود کی بعثت اور اس کا ماننا۔ جن کے باپ دادا احمدی ہوئے اگر ان کی نسلیں دین سے دُور ہٹ گئیں تو وہ اپنے بڑوں کی، اپنے بزرگوں کی دعاؤں سے محروم رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نیکی کا اجر دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے۔ اگر کسی کی نیکی ہو اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو تو اولادیں بھی اس سے فیض پاتی ہیں لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ تمہیں اپنے عمل درست کرنے ہوں گے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ جن کے بزرگ احمدی ہوئے ان بزرگوں نے تو اپنے عہد بیعت کو نبھایا اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس خواہش اور دعا کے ساتھ رخصت ہوئے کہ ان کی نسلیں بھی یہ عہد نبھانے والی ہوں۔ پس اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس عہد کو نبھانے والے ہیں جس کی تلقین ہمارے بزرگوں نے ہمیں کی تھی یا جس راستے پر ہمارے بزرگ ہمیں ڈالنا چاہتے تھے۔ یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا حقیقت میں ہم اپنا عہد بیعت نبھا رہے ہیں یا صرف روایتاً اپنے بڑوں کے بزرگوں کے دین پر قائم ہیں۔ صرف رشتہ داری اور معاشرتی تعلقات کی وجہ سے جماعت میں شامل ہیں اور ابھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اسی طرح جنہوں نے خود احمدیت قبول کی ہے وہ یہ جائزے لیں کہ کیا ہم نے اپنے ایمان میں بڑھنے اور اپنے عملوں کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے یا کر رہے ہیں یا وہ ایک وقتی جذبہ تھا جس کی وجہ سے احمدیت کو قبول کر لیا۔ کسی بات سے متأثر ہو کر احمدیت قبول کر لی اور ابھی تک وہیں کھڑے ہیں جہاں پہلے دن تھے۔ فائدہ تو ہمیں تبھی ہوگا جب ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھ رہا ہوگا۔ جو ترقی یافتہ ملکوں میں ہجرت کر کے آئے ہیں ان ممالک میں انہیں مسلسل یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں بہتر حالات نے انہیں دین سے دُور تو نہیں کر دیا؟ یورپ کی ترقی سے متأثر ہو کر دین کو بھول تو نہیں گئے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کوسوو، مشرقی یورپ سے آئے ہوئے بھی بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے احمدیت قبول کی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو مانا ہے، انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

غرض کہ یہاں مختلف قسم کے لوگ ہیں۔ ہر طبقے اور ہر قسم کے لوگوں کو جو احمدیت میں شامل ہوئے، چاہے پیدائشی ہیں، چاہے بعد میں بیعت کر کے آنے والے ہیں، چاہے ہجرت کر کے آنے والے ہیں یا یہاں کے رہنے والے ہیں سب کو ان باتوں پر غور کرنا ہوگا کہ اب انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا حق ادا کر سکیں۔

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا پیدائشی احمدی ہوں، پرانے احمدی ہوں یا نئے آنے والے احمدی ہوں، ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں یا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم پر جو ذمہ داریاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی ہیں انہیں ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا اپنی حالتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا شعور ابتدا سے ہی پیدا ہو جائے؟ کیا ہمارے اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہمارے بچوں کے لئے نمونہ ہیں؟ کیا ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہے؟ یہ باتیں ہر ایک اپنے جائزے لے کر خود بہتر طور پر جان سکتا ہے۔ ان باتوں کی گہرائی جاننے اور اپنے جائزوں کے بہتر معیار مقرر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہوئی ہے۔

اس وقت مَیں ان میں سے چند باتیں پیش کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ ایک مجلس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے بڑے درد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانے میں جب کہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔ حقوق اور وصایا کی پرواہ نہیں ہے۔'' (نہ اپنے ذمہ حق ادا کرتے ہیں، نہ جو وصایا ہیں، وصیتیں ہیں ان کو پورا کرنے والے ہیں۔) ''دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصہ کو ترک کر دیتے ہیں''۔ (اس وقت دین مقدم ہونے کے بجائے دنیا مقدم ہو جاتی ہے۔ دنیا کو نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں چاہے دین بیشک چلا جائے۔) آپ فرماتے ہیں ''ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصے کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصہ میں دیکھی جاتی ہیں''۔ رشتہ داروں میں جائیدادوں کی آپس میں تقسیم ہو رہی ہو یا مسائل پیدا ہو رہے ہوں وہاں یہ باتیں دیکھی جاتی ہیں اور آج بھی یہ روزمرہ کی باتیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ ''لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلے میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے۔ مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس کے مرتکب ہوتے ہیں''۔ اگر گناہوں سے بچے ہوئے ہیں تو اس لئے نہیں کہ نیکی غالب ہے۔ اس لئے کہ جرأت نہیں ہے، بعض چیزوں کا خوف ہے۔ مگر جب وہ خوف دُور ہو جاتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا ''آج اس زمانہ میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتا ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے''۔ جن لوگوں میں سچے تقویٰ اور ایمان کا بیج ہے اس کو ضائع نہ کرے، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ''جب (اللہ تعالیٰ) دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔ وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10)۔ بہت سا حصہ احادیث کا موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔'' اُس زمانے میں بھی مسلمانوں کا یہ نقشہ کھینچا گیا اور آج بھی یہی حالت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے''۔ اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ یہ میدان خالی ہو رہا ہے، لوگوں کے دل نیکی اور تقویٰ سے خالی ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انسانی ہمدردی کے تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے۔ فرمایا کہ ''اور لوگ ایسے ہی دور رہیں۔ اس لئے اب ان کے مقابلے میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 395-396۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اگر ہم جائزہ لیں تو یہ صرف اُس زمانے کے لوگوں کا نقشہ نہیں ہے جب آپ علیہ السلام اپنے زمانے کے لوگوں کو نصیحت فرما رہے تھے بلکہ آج بھی ہمیں یہی باتیں نظر آتی ہیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہیں؟ دوسروں کو تو چھوڑیں، ہم جو آپ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم میں سے کتنے ہیں؟ یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنّوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیا ہم اپنے دنیاوی کاموں کو اپنی عبادت پر قربان کرتے ہیں یا اس کے الٹ ہے کہ ہماری عبادتیں ہمارے دنیاوی کاموں پر قربان ہو رہی ہیں؟ ایسے بھی ہیں جو اگر وقت پر نماز پڑھ بھی لیں تو گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا حال تو علیحدہ ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا۔ ہم میں سے بھی ایسے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے معاملات میں احسان کا سلوک کرو۔ لیکن بہت سے ایسے ہیں جو احسان کا سلوک تو ایک طرف رہا دوسرے کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ایسے بھی ہیں جو دنیا کا نقصان تو برداشت نہیں کرتے لیکن دین کا نقصان ہو رہا ہو تو برداشت کر لیتے ہیں۔ کتنے ہی ہم میں سے ایسے ہیں جو جذبات پر کنٹرول نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر بھڑک جاتے ہیں۔ اگر غیر یہ کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرے تو بہر حال یہ قابل افسوس بات ہے۔ پس ہر کوئی خود ان باتوں میں اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس ہم نے ان زندوں میں شامل ہونے کے لئے بیعت کی ہے اس لئے اس کا حق ادا کرنے کے لئے آپ کی باتوں پر ہمیں توجہ دینی ہو گی تا کہ زندوں کی قوم میں شامل ہو سکیں۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ہدایت مجاہدہ اور تقویٰ پر منحصر ہے۔ جب تک تقویٰ پیدا نہ ہو، جب تک انسان کوشش نہ کرے، جب تک اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار نہ ہو، اُس وقت تک حقیقی ہدایت نہیں پا سکتا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)۔ یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھاتے ہیں، کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی راہ تلاش کرنے کے لئے ان کی کوشش ہوتی ہے اور پھر دعائیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کی برائیاں دور ہوں، اللہ تعالیٰ ان سے ملے اور اس کے لئے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یہ آیت جو میں نے پڑھی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے رستے دکھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اس آیت ''کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے۔'' کہ اگر دل خود ہی اندھیرے اور تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے، زبان سے ظاہری دعا تو ہے لیکن بڑی مشکل سے دعا کے الفاظ نکل رہے ہیں۔ جہاں تک اعتقاد کا سوال ہے، ظاہراً تو یہی اعتقاد ہے کہ ہم مسلمان ہیں، الحمد للہ ایمان رکھتے ہیں۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ اعتقادی لحاظ سے سب ٹھیک ہے لیکن عملاً کیا ہے؟ شرک میں بھی مبتلا ہیں۔ بدعات میں بھی مبتلا ہیں۔ دین کے بارے میں نئی نئی باتیں ایجاد کر لی ہیں تو ایسی حالت ہو تو پھر دعا نہیں ہو سکتی۔ اور فرمایا کہ ''اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب نہ ہوں۔'' جب ایسی طلب ہوتی ہے تو پھر اس کے اچھے نتائج نہیں نکلتے۔ اس لئے ایسی حالت اگر ہو گی تو وہ طلب طلب نہیں رہے گی۔ وہ دل سے نکلی ہوئی دعا نہیں رہے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اور اس کے حکموں پر چلنے کے لئے کوشش اور دعا نہیں ہو گی کیونکہ اس کے اچھے نتائج نہیں نکل رہے۔ پس یہ ایک بڑی واضح بات ہے کہ اگر اچھے نتائج نہیں نکل رہے تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہمارے اندر ہی کوئی کمزوری ہے، ہماری دعاؤں میں کمی ہے، ہمیں دعاؤں کے طریقے اور اسلوب نہیں آتے، ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ ''جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امید کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسے ملے۔ لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازے پر گرتا اور اسی سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذبِ نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔'' پھر جب ایسی حالت ہو جائے کہ انسان بے نفس ہو کر، بے غرض ہو کر اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گرے، اس کے در پر گرے، اس سے دعا کرے تو پھر ایسی حالت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید اور نصرت کو جذب کرتی ہے۔ اس کو حاصل کرتی ہے اور باعث رحمت ہوتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔ فرمایا ''خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے۔'' یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ غافل ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان پر بیٹھا انسان کے دل کے کونوں تک سے واقف ہے۔ ''اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے۔'' پس دل کو ہر لحاظ سے پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کہیں بھی دل کے اندر اندھیرا نہ ہو۔ کہیں بھی کسی قسم کے شرک کا پہلو نہ ہو۔ کہیں بھی کسی قسم کی بدعت کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو پھر عبادتیں عبادتیں نہیں رہتیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول نہیں کرتا۔ فرمایا ''اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک اور صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔''

اور جب دل پاک ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان سب کچھ کر رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی ہر قسم کی پرورش اس کی ضروریات کا خود ذمہ دار ہوجاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 396۔397۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ایک حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنا ہوگا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، بہت لمبی لمبی دعائیں کیں، بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں اپنے دلوں کو ٹٹولیں، جائزے لیں کہ کہیں کوئی مخفی شرک تو نہیں۔ کسی قسم کی بدعات میں تو ملوث نہیں۔ یا اور ایسی باتیں تو نہیں ہو رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

پھر ایک جگہ یہ وضاحت فرماتے ہوئے کہ تقویٰ کا قیام ہی اس جماعت کے قائم کرنے کا مقصد ہے، سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’اس سلسلہ سے خدا نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہوگیا ہے۔‘‘ یہ سلسلہ قائم کرنے کا مقصد ہی تقویٰ کا قیام ہے۔ یہ بات ہر ایک کو ذہن میں رکھنی چاہئے۔ فرمایا ’’بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہوجاتا ہے۔‘‘ ہم میں سے بہت سے ہیں نیکیاں کرتے ہیں لیکن بعض ایسی برائیوں میں ملوّث ہیں جو ہماری نیکیوں کو کھا رہی ہیں۔ فرمایا کہ اچھا کھانا ہو، اچھی چیز ہو، معمولی سا زہر بھی اسے زہریلا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ ’’اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے گناہ ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔‘‘ فرمایا کہ تقویٰ اور طہارت کا نمونہ دکھانا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 96۔97۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اب ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہیں کہ ہم خود تقویٰ اور طہارت کا نمونہ بن سکیں اور دوسرے ہم سے سبق سیکھیں۔ پس یہ جائزے خود ہم اپنی حالتوں سے لے سکتے ہیں۔

پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ آپ اپنی جماعت کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحبِ اغراض ہوتے ہیں۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے ہاتھ سے اس لئے قائم کیا کہ تقویٰ پر چلنے والوں کی جماعت ایک قائم کرے۔ اپنے نفسوں کی اصلاح کرنے والوں کی جماعت قائم کرے۔ لیکن فرمایا کہ اس کے باوجود ایسے لوگ بھی ہمارے پاس آ جاتے ہیں جن کی اپنی غرض ہوتی ہے۔ نیکی اور تقویٰ کا حصول ان کی غرض نہیں ہوتی بلکہ ان کے کچھ خود ذاتی مفاد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ آ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’اگر اغراض پورے ہوگئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔‘‘ پھر چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر ایمان کوئی نہیں رہا۔ فرمایا کہ ’’لیکن اگر اس کے مقابلے میں صحابہ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہم جو بیعت کرتے ہیں وہ تو توبہ کی بیعت ہی ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور آئندہ نیکیوں پر قائم رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’لیکن ان لوگوں کی بیعت (یعنی صحابہ کی بیعت) تو سر کٹانے کی بیعت تھی‘‘۔ انہوں نے جو بیعت کی وہ تو سر کٹوانے کی بیعت تھی۔ اُس زمانے میں تو تلوار کا جہاد تھا اور اس کے لئے ہر وقت ہر ایک تیار تھا۔ ’’ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع، عزت و آبرو اور جان و مال سے دستکش ہوجاتے تھے۔‘‘ سب کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ ’’گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور اسی طرح پر ان کی کُل امیدیں دنیا سے منقطع ہوجاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت اور عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہوجاتے تھے‘‘۔ ان کا اپنا کچھ نہیں تھا۔ نہ ان کو اپنی ذات کی عزت کی پرواہ تھی نہ کسی عظمت کی خواہش تھی۔ نہ کسی بڑے عہدے کی خواہش تھی۔ صرف غرض تھی تو یہ کہ ہم اسلام کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ یہ عہد ہم آج بھی کرتے ہیں لیکن عہدیداروں میں سے بھی ایسے بھی ہیں جو عُہدوں کی خواہش رکھتے ہیں کہ شاید محدود طور پر ہی کچھ نہ کچھ جاہ و حشمت کا وہاں سے اظہار ہوجاتا ہے۔ اگر عہدے ملتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور پہلے سے بڑھ کر دین کی خدمت کا جذبہ ان میں پیدا ہو، اس طرف توجہ نہیں ہوتی اور صرف اپنے عُہدوں کا زعم ہوتا ہے۔ پس عہدیداروں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

فرمایا ’’کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے۔‘‘ صحابہ میں سے کس کو یہ خیال تھا کہ بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوجائیں گے۔ عربوں کی جو حالت تھی کسی کو اُس وقت خیال آ سکتا تھا؟ بالکل نہیں۔ ’’یہ باتیں ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہوجاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہوجاتے تھے۔‘‘ وہ جاہ و حشمت نہیں چاہتے تھے۔ وہ عہدے نہیں چاہتے تھے۔ عظمت نہیں چاہتے تھے۔ عزت نہیں چاہتے تھے۔ وہ تو قربانی چاہتے تھے اور اسی میں ان کو مزا آتا تھا۔ اسی میں ان کے لئے لذت تھی۔ فرمایا کہ ’’یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے۔ ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے۔ لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا۔‘‘ وہ تو ہر قربانی کے لئے تیار تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور اپنی عنایت سے ان کو اتنا نوازا۔ ’’اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔‘‘ کئی گُنا اور ہزاروں گنا کر دیا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 397۔398۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر بڑے درد سے ہمیں ہمارے اخلاق کے بہتر ہونے، نیکیوں پر قائم ہونے، برائیوں کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص اپنے ہمسائے کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔‘‘ اپنے ہمسایوں کو اگر ہمارے احمدی ہونے کے بعد ہم میں تبدیلی نظر آتی ہے یا ہر احمدی جو ہے اپنے ہمسائے سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ حیران ہو کہ یہ انسان عام انسانوں میں سے نہیں ہے تو گویا وہ ایک کرامت دکھاتا ہے۔ ایک معجزہ دکھاتا ہے۔ ایک ایسا کام کرتا ہے جس کو دیکھ کر لوگ حیران و پریشان ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’اس کا اثر ہمسائے پر بہت اعلیٰ درجے کا پڑتا ہے‘‘۔ اور اسی اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہمسایہ متاثر ہوتا ہے اور بہت اعلیٰ درجہ کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ’’ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افتراء، غیظ و غضب میں مبتلا ہیں‘‘۔ دشمنوں کے بارے میں، غیروں کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ جماعت پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ تہمت لگا رہے ہیں، الزام لگا رہے ہیں کہ احمدی ہونے سے ان کی کیا ترقی ہوگئی؟ جھوٹ، افتراء، بدظنی، غصہ اس میں یہ لوگ ابھی بھی مبتلا ہیں۔ فرمایا کہ ’’کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلے میں آیا تھا‘‘۔ اب ان لوگوں کو فرمایا جو احمدی ہوگئے کہ ان لوگوں کے لئے تو یہ شرم کی بات ہے کہ اچھی چیز سمجھ کر کوئی شخص اس سلسلہ میں آیا تھا یا انہیں دیکھ کر، سلسلے کی تعلیم کو اچھا سمجھ کر سلسلہ میں شامل ہوا تھا۔ فرمایا کہ ’’جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔‘‘ ایک شریف، اطاعت گزار، نیک، تابع دار بیٹا جو ہے وہ اپنے باپ کی نیک نامی کا باعث بنتا ہے اور فرمایا کیونکہ بیعت کرنے والا جو ہے وہ بھی بیٹے کے حکم میں آیا ہے اور اس کی دلیل آپ نے یہ فرمائی کہ ’’اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اُمّہات المومنین کہا گیا ہے گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ المومنین کے باپ ہیں۔‘‘ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امّہات المومنین ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے باپ ہیں۔ فرمایا کہ ’’جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے۔‘‘ عام زندگی میں ہر ایک انسان کا باپ ہے اور وہ ماں باپ جو ہیں کسی روح کو یا بچے کے جسم کو زمین پہ لانے کا موجب بنتے ہیں۔ ماں باپ کے وجہ سے پیدائش کے ذریعہ بچہ اس دنیا میں آتا ہے ’’اور حیات ظاہری کا باعث‘‘۔ یہ زندگی جو اس کو ملتی ہے ایک باپ کی وجہ سے ہے۔ ’’مگر (اس کے مقابلے میں) روحانی باپ آسمان پر لے جاتا (ہے)۔‘‘ جسمانی باپ زمین پر لے کر آتا ہے اور روحانی باپ آسمان پر لے کر جاتا ہے۔ روحانیت میں ترقی کرواتا ہے ’’اور اس مرکز اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ فرمایا کہ ’’کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟‘‘ کبھی پسند نہیں کرو گے کہ بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔ نہ کوئی باپ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا بیٹا اسے بدنام کرنے والا ہو۔

پس اس واسطے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اپنے نمونے ایسے بناؤ کہ نہ دوسروں کی ٹھوکر کا باعث ہو، نہ اپنے باپ کو بدنام کرنے والے ہو۔ فرمایا ’’کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ (کوئی پسند کرتا ہے) طوائف کے ہاں جاوے؟ (طوائفوں کے پاس چلا جائے) اور قمار بازی کرتا پھرے؟ شراب پیوے یا اور ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو‘‘۔ جوا، شراب اس قسم کی حرکتیں کر رہا ہو۔ کوئی باپ پسند نہیں کرتا۔ کوئی نیک مسلمان باپ یہ پسند نہیں کرے گا کہ اس کا بیٹا اس طرح کی حرکتیں کرتا ہو بلکہ بعض حرکتیں، بعض باتیں ایسی ہیں جو غیر مسلم بھی پسند نہیں کرتے۔ فرمایا کہ ’’شراب پیوے اور ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں‘‘۔ فرمایا کہ ’’مَیں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوسکتا جو اس فعل کو پسند کرے لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے پھر زبانِ خَلق بند نہیں ہوسکتی‘‘۔ اگر کوئی بیٹا ایسا کرے تو پھر لوگ اس پہ انگلیاں اٹھائیں گے۔ اس کے متعلق باتیں کریں گے۔ اس کے باپ کے متعلق بھی باتیں کریں گے۔ ’’لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں پھر آ جاتا ہے۔ ’’کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔‘‘ جو پہلے شروع میں کہا گیا تھا اس کی یہاں وضاحت کر دی۔ فرمایا ’’پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین

سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔‘‘ کوشش کرو۔ اپنی کوششیں کامیاب نہ ہوں تو یہ نہ سمجھو کہ بس اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ دعائیں کرو اور دعائیں کرو اور اتنی دعائیں کرو کہ جن کی انتہا نہ ہو لیکن صدق سے اٹھے ہوئے ہاتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو تو سچائی سے اپنے دل کو ٹٹولتے ہوئے دیکھو کہ جو مَیں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔ یہی میں چاہتا ہوں۔ یہی مَیں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں۔ کیونکہ اگر اس طرح ہوگا، سچائی کی تحریک دل میں پیدا ہوگی اور اس کے نتیجہ میں ہاتھ اٹھیں گے، اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور انسان جھکے گا تو پھر ایسے ہاتھ پھر خالی واپس نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور نوازتا ہے۔ فرمایا ’’ہم تجربے سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔‘‘

پھر فرمایا کہ ’’یہ ایک یقینی بات ہے اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔‘‘ اپنے ساتھیوں کے لئے، دوسرے انسانوں کے لئے اگر ہمدردی کا جوش نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے تم کنجوس ہو، بخیل ہو۔ فرمایا کہ ’’اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بلاؤں۔‘‘ یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ بھلائی کی اور خیر کی راہ ہم نے دیکھی تبھی ہم نے احمدیت کو قبول کیا اس لئے اب ہمارا فرض ہے ہم پکار پکار کے لوگوں کو کہیں کہ آؤ اور یہیں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے رستے دیکھو۔ فرمایا کہ ’’اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں‘‘۔ ہمارا کام بلانا ہے۔ ہمارا کام اصلاح کرنا ہے اس لئے یہ نہ دیکھو کہ کوئی عمل کر رہا ہے کہ نہیں، قبول کرتا ہے کہ نہیں۔ ایک فارسی کا مصرعہ آپ پیش کرتے ہیں

’’کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم‘‘

کہ کوئی سنے یا نہ سنے میں تو کہتا ہی رہوں گا یا نصیحت کرتا ہی رہوں گا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 146-147۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اپنے نیک نمونے قائم کر کے ہمیں پھر تبلیغ کا حق بھی ادا کرنا ہوگا اور ہر احمدی پر یہ ذمہ داری ہے، اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ آخر ایک وقت آئے گا کہ لوگ سنیں گے بھی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی نہیں بھی سنتا تب بھی ہمیں پیغام پہنچاتے رہنا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ آپ کی جماعت سے منسوب ہو کر ہمیں اپنے نمونے بھی اعلیٰ معیاروں کے پیش کرنے چاہئیں اور پھر لوگوں کی توجہ بھی ہماری طرف ہوگی۔

پھر ہمیں ہماری حالتوں کو بہتر کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’الہام میں جو یہ آیا ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ۔‘‘ یہ طاعون کے متعلق عربی کا الہام ہے۔ اس سے پہلے بھی عربی کے الفاظ ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو بھی تیرے گھر کے اندر آئے گا اسے میں بچاؤں گا مگر ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ۔ یعنی وہ لوگ جو اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہیں۔ اور اس کی آپ نے تشریح یہ فرمائی کہ پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے۔ اب اطاعت کرنے والے تو وہی ہوں گے جنہوں نے مانا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے وہ بھی اس سے مراد ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ بڑا مُنذر اور ڈرانے والا ہے‘‘۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے یہ ضمانت دی کہ جو تیرے گھر میں آئے گا اس کی مَیں حفاظت کروں گا وہاں یہ بھی ہے کہ جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے ان پہ یہ حکم لاگو نہیں ہوگا۔ ان پر یہ واجب نہیں ہو جائے گا کہ ضرور ان کی حفاظت کی جائے یا اللہ تعالیٰ پر یہ واجب نہیں ہو جائے گا کہ ضرور ان کی حفاظت کرے۔ فرمایا ’’اس لئے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ تم نے اپنی قوم کی طرف سے جو لعنت ملامت لینی تھی لے چکے۔‘‘ احمدی ہونے کے بعد بہت سارے لوگ دشمنی کرتے ہیں۔ ’’لیکن اگر اس لعنت کو لے کر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہو اور اس کی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کس قدر مصیبت اور مشکل ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اخباروں والے کس قدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں۔‘‘ اور آجکل تو پھر یہ مخالفت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ہمارے بہت سارے احمدی لوگ اسی مخالفت کی وجہ سے پاکستان سے یورپ میں آتے ہیں۔ فرمایا ’’مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے حصہ لینے کے لئے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں۔ اس لئے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو۔‘‘ فرمایا ’’تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اس کی حفاظت کے سائے میں آجاؤ۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 69-70 حاشیہ نمبر 2۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ نئے احمدی ہیں یا پرانے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جب تک ہم اپنی عملی اصلاح نہیں کریں گے ان برکات سے فیض نہیں پا سکتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے سے ملنی ہیں اور نہ ہی ہم خدا تعالیٰ کی حفاظت کے سائے میں آ سکتے ہیں۔

فرمایا کہ ’’ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے۔ اور پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے۔‘‘ عاجزی پیدا کرنا، خشوع پیدا کرنا یہ ایمان کی بیج کی حالت ہے اور پھر جب یہ ایمان پیدا ہو جائے اور انسان لغو باتیں چھوڑ دے۔ خشوع پیدا ہو جائے اور لغو باتوں کو بھی چھوڑ دو تو پھر جس طرح پودا اگتا ہے ایمان سے بھی نرم نرم سا سبزی باہر نکلنی شروع ہوتی ہے اور پھر فرمایا کہ ’’مال بطور زکوٰۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں۔‘‘ پھر جو مالی قربانیاں کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، وہ اس پودے کو مزید بڑھاتی ہیں اور اس کی ٹہنیاں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں ’’جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں‘‘۔ درخت کچھ تھوڑا سا مضبوط ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ ’’پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے‘‘۔ اور جب انسان کے دل میں شہوات پیدا ہوتی ہیں، گندی خواہشات پیدا ہوتی ہیں، نفس کی خواہشات پیدا ہوتی ہیں، برائیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور انسان ان کا مقابلہ کرتا ہے اور ان کو دبا دیتا ہے نہ کہ ان کو کرنے لگ جائے۔ جب ایسی حالت ہو، جب ان کو دباتے ہو تو پھر یہ جو درخت کی ٹہنیاں نکلی ہوتی ہیں ان میں سختی اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے جب انسان اپنے نفس کو مارتا ہے۔ اور فرمایا کہ ’’پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔‘‘ پھر جو آپ نے عہد کئے ہیں، جو آپ کے سپرد امانتیں ہیں ان کی اگر صحیح طرح حفاظت کرو۔ ہر ایک نے عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ خدام الاحمدیہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، انصار اللہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، لجنہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، جماعت بھی بیعت کے وقت یہ عہد لیتی ہے تو اگر عہد کی حفاظت کرو گے اور اپنی امانتیں جو تمہارے سپرد ہیں۔ امانتیں کیا ہیں؟ جو عہدیدار ہیں ان کے سپرد عُہدوں کی امانتیں ہیں۔ عام احمدی ہے اس کے سپرد امانت ہے کہ وہ احمدیت کا صحیح نمونہ بن کے دکھائے اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر یہ ایمان کا درخت جو ہے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جائے گا۔ یہ ساری چیزیں مل کر اس کو مضبوط درخت بنا دیں گی۔ اور فرمایا کہ ’’پھر پھل لانے کے وقت (ایک درخت جب بڑا ہو گیا تب اسے پھل لانے کا وقت آ گیا اور پھل لانے کے وقت) ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209 حاشیہ)

پھر جب ایسا مضبوط ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو پھل لگاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فیض سے فیض پاتا ہے۔ پس ہمیں عاجزی بھی پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسی سے ہم نفس کی قربانی کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اپنے ایمان میں ترقی کر سکتے ہیں۔ لغویات جنہوں نے آجکل ہمیں گھیرا ہوا ہے اور ہر گھر میں ٹی وی اور انٹرنیٹ کی صورت میں موجود ہیں ان سے بچ سکتے ہیں اور اپنے ایمان میں ترقی کے لئے ان سے بچنا ضروری ہے اور تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل پھول لانے والی شاخیں بن سکتے ہیں۔ اور اپنی بھی اور اپنی نسلوں کی بھی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکتے ہیں۔

ایک موقع پر آپ نے سلسلہ کے روشن مستقبل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ: ’’یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعے پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔‘‘

پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت ایسی ہے کہ ہم شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ فرمایا: ’’مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے۔ اب تھوڑا زمانہ ہے ابھی ثواب ملے گا‘‘ (ثواب لینے کا تو تھوڑا زمانہ ہے) ’’لیکن عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر کے دکھائے گا۔ وہ وقت ہوگا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہوگا۔‘‘ جب سورج کی طرح روشن ہو جائے گا تو اس وقت تو لوگ ایمان لائیں گے ہی لیکن وہ ثواب کا موجب نہیں ہوگا۔ ’’اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے مصداق ہوگا‘‘۔ گو قبولیت تو ہوگی لیکن وہ معیار نہیں ہوں گے جو آج ہیں جبکہ دنیا ہمیں کچھ نہیں سمجھتی۔ فرمایا ’’اس وقت میرے قبول کرنے والے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے۔ وہ دیکھے گا کہ بعض اوقات اس کو برادری سے الگ ہونا پڑے گا۔ اس کے دنیاوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کو گالیاں سننی پڑیں گی۔‘‘ (اور آجکل بہت سارے ممالک میں یا خاص طور پر مسلمان ممالک میں یہ ہو رہا ہے۔) ’’لعنتیں سنے گا۔ مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہاں سے ملے گا۔لیکن جب دوسرا وقت آیا اور اس زور کے ساتھ دنیا کا رجوع ہوا جیسے ایک بلند ٹیلے سے پانی گرتا ہے اور کوئی انکار کرنے والا نظر نہ آیا اس وقت اقرار کس پائے کا ہوگا؟ اس وقت ماننا شجاعت کا کام نہیں۔ثواب ہمیشہ دکھ ہی کے زمانے میں ہوتا ہے۔'' فرمایا کہ ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر کے اگر مکّہ کی نمبرداری چھوڑ دی (مکہ کے سردار بن سکتے تھے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک دنیا کی بادشاہی تھی۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کمبل پہن لیا'' (یعنی اسلام قبول کیا تو عاجزی، غربت اور تقریباً مسکینی کی حالت ہوگئی اور اتنی دولت تو نہیں رہی) اور فرمایا کہ'' ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم (کہ اب جو بھی ہونا ہے ہو جائے ہم نے کشتی دریا میں ڈال دی ہے) کا مصداق ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا تو کیا خدا تعالیٰ نے ان کے اجر کا کوئی حصہ باقی رکھ لیا؟ ہرگز نہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے ذرا بھی حرکت کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس کا اجر نہ پالے۔حرکت شرط ہے۔'' (خود عمل کرنا ضروری ہے، خود آگے بڑھنا ضروری ہے پھر اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔) ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔'' فرمایا کہ ''ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے۔ جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے وہ تیز نظر کہلاتا ہے۔'' (جو پہلے دن کے چاند کو دیکھتا ہے یا پہلے دو تین دن کے چاند کو دیکھ لے اسی کی تیز نظر ہوتی ہے۔) '' لیکن چودھویں کے چاند کو دیکھ کر شور مچانے والا (کہہ دے کہ میں نے چاند دیکھ لیا تو وہ) دیوانہ کہلائے گا۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 25۔26۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ کرے کہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط تر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے عمل سے دنیا کو سچائی کا راستہ دکھانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر احسانات کئے ہیں ان کا حقیقی رنگ میں شکر ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

بقیہ: برکاتِ خلافت ......از صفحہ نمبر 4

میں حسب توفیق جماعت کی خدمت میں مصروف ہوں۔ وَ مَا توفیقی اِلَّا بِاللّٰہ۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کا ایک عظیم الشان نشان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کا ایک عظیم الشان واقعہ بھی ہدیۂ قارئین ہے جسے خود حضور انور نے مجالس عرفان اور فیملی ملاقات میں بھی بیان فرمایا۔

1988ء میں جب خاکسار نیویارک (امریکہ) میں بطور مشنری کے تعینات تھا خاکسار کی اہلیہ قانتہ انعام کوثر صاحبہ کی بائیں ٹانگ میں درد شروع ہوئی۔ شروع میں خاکسار اپنے چند دوست ڈاکٹروں سے مشورہ کرتا اور دوائیں دیتا رہا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔حتی کہ وہ ٹانگ سُکڑنے لگی۔ چنانچہ ''HIP'' کے تحت کام کرنے والے ڈاکٹروں کو دکھایا اور ایکسرے لینے کے بعد ڈاکٹرز نے بتایا کہ Left Tibia میں Cyst ہے۔ چنانچہ کچھ تشویش ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے Biopsy کے لئے مشورہ دیا اور بعد اس کے بتایا کہ یہ Benign ہے۔ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو فون کیا۔اور بتایا کہ یہ Benign Cyst ہے۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے شکر ادا کیا۔مگر اگلے ہی روز ڈاکٹرز نے کہا کہ دراصل وہ Milegnant ہے یعنی ہڈّی میں کینسر ہے۔ اور اس کی قسم ''سرکوما'' ہے جو تیزی سے پھیلتا ہے۔حضور انور کو پھر فون کر کے بتایا۔حضور نے بڑی تشویش کا اظہار کیا۔ خاکسار نے خصوصی دعا کے لئے درخواست کی۔ اس کے بعد مختلف ایکسرے ہوتے رہے اور علاج میں تاخیر ہوتی چلی گئی۔ ڈاکٹرز نے بالآخر سرجری تجویز کی اور ان کا خیال تھا کہ اندر سے ہڈی (گھٹنے سمیت) نکال کر اس کی جگہ Steel استعمال کیا جائے گا۔ کمپنی نے اس کا آرڈر دیا مگر اس میں بھی غیر معمولی تاخیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ ایک روز ہڈی خود بخود ٹوٹ گئی۔ بایں وجہ کہ ہڈی کینسر کی وجہ سے بالکل گل گئی تھی۔ اگرچہ ابھی سرجری میں چار روز باقی تھے۔ چنانچہ اہلیہ کو خاکسار نیویارک کے Mount Sinai ہسپتال لے گیا جہاں چار روز کے بعد Prysthesious کے آنے پر سرجری ہونا تھی۔ ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ میں ان کو چار روز کے لئے گھر لے جاؤں مگر میرے لئے ایسا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے انہیں ہسپتال میں داخل کرلیا۔

حضور انور (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) کی خدمت میں دعا کے لئے بھی لکھا۔ اور پھر فون کیا اور آپ سے سرجری کی اجازت چاہی جو حضور نے دے دی۔

ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ شاید ٹانگ کاٹنی پڑے۔ چنانچہ انہوں نے سرجری سے پہلے ہم سے اس کی اجازت لے لی اور لکھوا لیا۔ چار روز کے بعد صبح آٹھ بجے سرجری ہوئی۔ میرے ساتھ محترم ڈاکٹر چوہدری امتیاز احمد صاحب تھے تا کہ مجھے تسلی دے سکیں۔ یہ سرجری شام چار بجے ختم ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ٹانگ کاٹنے کی نوبت نہ آئی۔ ڈاکٹر Micheal Louis جو سرجن تھے انہوں نے پوری کوشش کی کہ سرجری اچھی طرح سے ہو اور زائد حصے کاٹ کر نکال دیئے جائیں تا کہ کینسر کا کوئی حصہ جسم کے ساتھ لگا نہ رہے۔ اس سرجری میں کئی دوسرے ڈاکٹرز بھی شامل ہوئے اور کچھ Stand by بھی تھے۔

بہر حال سرجری کے اگلے روز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا فون آیا۔ فرمانے لگے'' کل میں نے کئی مرتبہ تمہیں فون کیا کہ پتہ کروں کہ قانتہ کا کیا حال ہے؟ مگر کسی نے مشن ہاؤس سے فون نہ اٹھایا۔'' مَیں نے حضور سے معذرت کی اور بتایا کہ میں کل سارا دن ہسپتال میں تھا۔ اس لئے فون اٹینڈ نہ کر سکا۔

حضور نے پوچھا کہ اب طبیعت کیسی ہے؟ آپریشن کیسا ہوا؟ میں نے بتایا کہ آٹھ گھنٹے کی سرجری تھی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے قانتہ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ نیز میں نے عرض کیا کہ اگر حضور پسند فرمائیں تو میں قانتہ سے فون ملا دوں اور حضور خود بات کر کے حال دریافت کرلیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ میں نے فون ملا دیا۔حضور نے قانتہ سے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگی، ٹھیک ہوں۔ حضور نے فرمایا: تمہاری آواز سے یوں لگتا ہے کہ تم کبھی بیمار ہی نہیں ہوئیں۔ اہلیہ نے کہا: حضور جب آپ کا فون آجاتا ہے تو تمام بیماری رفع ہو جاتی ہے۔ حضور! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ حضور رحمہ اللہ نے اس جواب پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔

میری اہلیہ کی یہ سرجری یکم جون 1989ء کو ہوئی اور وہ 18 روز تک ہسپتال میں رہیں۔ اس دوران ڈاکٹرز نے فیصلہ کیا کہ چونکہ کینسر تھا اور بڑی تیزی سے پھیلنے والا تھا اس لئے ہسپتال سے گھر جانے سے پہلے ہی کیموتھراپی شروع کر دینی چاہئے جو بہت سخت ذریعہ علاج ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ کیموتھراپی تین سال تک لینی ہوگی۔ ہفتہ میں چار یا پانچ روز انہیں ہسپتال میں رہنا ہوگا۔ اور صرف ایک دو دن کے لئے گھر جایا کریں گی۔ انہوں نے داخلہ کا مستقل کارڈ بھی بنا دیا تا کہ جب بھی آئیں ان کا داخلہ ہو جایا کرے۔ مَیں بہت پریشان ہوا۔ جماعت کا کام ہے (ان دنوں مَیں نیویارک میں مشنری تھا) چار بچے ہیں۔ ان میں سے میرا چھوٹا بیٹا احتشام الحق محمود چند ماہ کا ہے۔ کیا کروں گا؟ سخت پریشان ہوا۔ حضور کو دعا کے لئے لکھا۔ ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ وہ ہسپتال سے گھر نہ جائیں بلکہ اس سے پہلے ہی کیموتھراپی شروع کر دیں۔ ہم متذبذب اور پریشان تھے۔ اس دوران انہوں نے متعدد ڈاکٹرز کو ہماری طرف ہسپتال میں ہی بھجوانا شروع کر دیا کہ بلا تاخیر کیموتھراپی شروع کر دینی چاہئے۔ جب ہم نے کسی طور پر بھی اثبات کا اظہار نہ کیا تو پھر ایک انڈین ڈاکٹر کا اہتمام کیا تا کہ وہ ہماری اردو زبان میں ہمیں اچھی طرح سے سمجھا سکیں کہ یہ ناگزیر ہے وگرنہ زندگی کو سخت خطرہ لاحق ہے۔ کیموتھراپی کے نتیجہ میں طبیعت پر سخت اثر ہوتا ہے۔ الٹیاں آتی ہیں۔ جسم کے تمام بال جھڑ جاتے ہیں ۔ یہ سوچ کر طبیعت سخت پریشان ہوتی۔ مَیں اس حق میں تھا کہ اگر زندگی اور موت کا مسئلہ ہے تو ہمیں کیموتھراپی لے لینی چاہئے۔ جبکہ اہلیہ کا موقف تھا کہ'' ہرگز نہیں''۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضور انور سے مشورہ لیتے ہیں جو حضور فیصلہ فرمائیں اس کی پابندی کریں۔ ہم نے ڈاکٹرز کو بتا دیا کہ ہم اپنے امام کو جو ہمارے باپ کی طرح ہیں خط لکھ رہے ہیں۔ جو اُن کی طرف سے فیصلہ ہوگا ہم اس پر عمل کریں گے۔ ہمارے اس جواب پر وہ سخت حیران تھے۔

خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں لندن خط لکھا۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ ''مَیں نیویارک دورہ پر آرہا ہوں اُس وقت بتاؤں گا''۔

حضور انور نیویارک کے دورہ پر تشریف لائے۔ الحمدللہ دورہ کے تمام پروگرام بہت کامیاب رہے۔ [ضمناً یہ بھی عرض کر دوں کہ جس روز حضور کی خدمت میں عشائیہ تھا اس کے اختتام پر حضور نے فرمایا کہ میں تمہاری اہلیہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لائے اور ان کی تیمارداری کی۔] اور اب حضور نیویارک سے واشنگٹن جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ آخری الوداعی ملاقات ہو رہی تھی اور میں بہت فکرمند تھا کہ حضور نے کوئی ارشاد نہیں فرمایا۔ جب میں حضور سے ملا تو خود ہی فرمایا آپ کی اہلیہ کی کیموتھراپی کے بارہ میں واشنگٹن جا کر بتاؤں گا۔ میں نے کہا'' شکر ہے خدا کا، حضور کو یاد ہے۔''

واشنگٹن میں امریکہ جلسہ سالانہ ہو رہا تھا۔ جلسہ کے دوسرے دن بہت سے لوگ مجھے تلاش کر رہے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ حضور مجھے اور میری اہلیہ کو ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بھاگ دوڑ کر اہلیہ کو جلسہ سالانہ مستورات سے ساتھ لیا اور حضور انور کی خدمت اقدس میں ہم دونوں حاضر ہوگئے۔

حضور فرمانے لگے کہ'' جو مَیں اس وقت آپ لوگوں کو کہنے والا ہوں وہ مَیں لندن سے بھی لکھ سکتا تھا۔ وہ میں نیویارک میں بھی کہہ سکتا تھا۔ مگر میں زیادہ دعا کرنا چاہتا تھا اور خدا تعالیٰ سے یقینی جواب اور مکمل تسلّی چاہتا تھا۔ چنانچہ اب مجھے مکمل تسلّی ہے۔ آپ کو کیموتھراپی کی ضرورت نہیں۔ آپ ٹھیک رہیں گی۔''

ہم خوش خوش واپس ہوئے۔ جب نیویارک پہنچے تو ڈاکٹر Micheal Louis کو اپنے جواب سے آگاہ کیا کہ ہم نے کیموتھراپی نہیں لینی۔ وہ کہنے لگا کیا تم پاگل ہو۔ جانتے نہیں کہ کتنی تیزی سے کینسر پھیلا ہے۔ اگر تم کیموتھراپی نہ لو گے تو پھر کُل چھ ماہ کی زندگی ہے۔ ہم نے کہا زندگی کا مالک خدا تعالیٰ ہے اور خدا تعالیٰ ہمارے امام کی دعا کو سنتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ کچھ نہ ہوگا۔ اس نے پھر چند اور ڈاکٹرز کو ہمیں فون کرنے اور سمجھانے کی کوشش کی مگر ہمارا ایک ہی جواب تھا۔ اس پر اس نے کہا ٹھیک ہے جو تم فیصلہ کرو۔ مگر ہر تین ماہ بعد M.R.I ہوگا۔ اور C.T Scan ہوگا۔ ہم نے کہا کہ کوئی بات نہیں وہ ہم کرواتے رہیں گے۔ چنانچہ ہر تین ماہ بعد مکمل M.R.I اور C.T. Scan ہوتا۔ اس دوران میرا تبادلہ نیویارک سے لاس اینجلیس ہوگیا۔ لاس اینجلیس سے بھی ہر تین ماہ کے بعد اہلیہ نیویارک آتی اور تمام ایکسرے وغیرہ کرواتی مگر ہر مرتبہ رزلٹ نیگیٹو آتا۔ یعنی کینسر کے کوئی اثرات نہیں۔ یہ سلسلہ پانچ سال تک جاری رہا۔ اور رزلٹ ہمیشہ ہی منفی رہا۔ الحمدللہ۔

ڈاکٹر مائیکل لوئیس جو یہودی تھا (اور یہودی معجزات کے کبھی قائل نہیں ہوئے۔ اس لئے) اس نے اسے دعا کا معجزہ تو نہیں کہا مگر یہ کہا کہ

"This case is rare. You don't have to come for x-ray any more. She is fine."

اس نے کہا کہ: ' یہ کیس غیر معمولی ہے۔ کبھی کبھار ایسے ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کی اہلیہ کو اب ایکسرے اور چیک اَپ کے لئے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ٹھیک ہیں'۔

الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ۔ آج اس واقعہ کو 26 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اہلیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل تندرست ہیں۔ سارا دن مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں اور بیماری کا کوئی شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔

پانچ سال پہلے جب ہم نیویارک میں تھے تو اہلیہ کی گردن میں گلٹی ظاہر ہوئی۔ تشویش ہوئی اور نیویارک کے ایک ڈاکٹر کو دکھانے گئے۔ ڈاکٹر نے دیکھ کر پہچان لیا اور کہا کہ کیا بیس سال پہلے آپ کی کوئی سرجری ہوئی تھی۔ بتایا کہ ہاں ہوئی تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے یاد ہے۔ اُس سرجری میں مَیں بھی شامل تھا۔ اس نے کہا: مَیں پلاسٹک سرجری کرتا ہوں اور مجھے Stand by پر رکھا ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے آپ اب تک زندہ ہیں۔ یہ غیر معمولی واقعہ ہے اس لئے آج تک مجھے یاد ہے۔ وگرنہ سرجری تو ہم ہر روز کرتے ہیں۔ لیکن یہ غیر معمولی واقعہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُسی نے ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی دعاؤں کو سنا۔ انہیں تسلّی دی اور ہمیں یقین اور ایمان بخشا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کے اس واقعہ کو کئی مرتبہ مجلس عرفان میں ذکر کیا اور ملاقاتوں میں بھی ذکر کیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

☆......☆......☆

استحکام خلافت کے لئے ایک احمدی کی ذمہ داریاں

(رانا مشہود احمد۔ مربی سلسلہ و جنرل سیکرٹری یو کے)

قرآنِ کریم کی سورۃ النور میں مذکور آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ بجالانے والے مومنوں سے ایک اعلیٰ قسم کے انعام کا وعدہ فرماتا ہے۔ یہ عظیم الشان انعام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے جو بلا شبہ نبوت کے بعد سب سے بڑا انعام ہے۔

آج صفحۂ ہستی پر جماعت احمدیہ مسلمہ وہ خوش قسمت جماعت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے ماتحت خلافت جیسی عظیم نعمت کو قائم فرمایا ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کے ساتھ وابستگی میں امت محمدیہ میں وحدت، یگانگت ،اتحاد، اور پوری دنیا میں امن کے قیام کا راز سربستہ ہے۔ اور دیکھا جائے تو یہی تمکنتِ دین ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں مومنین کو تلقین فرماتا ہے کہ وہ اپنے اوپر نازل ہونے والے انعامات کا شکر ادا کریں اور فرماتا ہے کہ: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم آیت 8) کہ اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں بڑھاؤں گا اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی راہ اختیار کی تو یاد رکھو کہ میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کو خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا تھا جس کے ذریعہ اسلام کو مزید تمکنت نصیب ہوئی اور اسلام کا پیغام اطرافِ عالم میں پھیل گیا۔ اور بلا شبہ لکھوکھہا سعید روحیں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔ مگر جب مسلمان اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہ کرتے ہوئے ناشکری کے مرتکب ہوئے تو مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا دوسرا وعدہ پورا ہوا اور ان سے یہ لازوال نعمت چِھن گئی۔ اور امّتِ واحدہ ٹکڑوں اور فرقوں میں تقسیم ہوکر خدا کے فضلوں سے محروم ہوگئی۔

چنانچہ آج ہم اگر مسلمانوں کی سابقہ تاریخ کو دیکھیں اور پھر موجودہ حالت پر غور کریں تو یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کے اختتام کے بعد مسلمان مسلسل انحطاط اور انتشار کا شکار ہوتے چلے گئے۔ آج بھی بعض مسلمان ممالک آپس میں لڑ رہے ہیں اور بعض ممالک اندرنی انتشار اور دہشت گردی کا شکار ہیں۔ اور بعض مسلمان اللہ تعالیٰ کے ایک اور حکم کی نافرمانی کر کے وہ اسلام کے نام پر تلوار کا جہاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو وہاں غیروں کے ہاتھوں ماریں کھا رہے ہیں اور ذلت اٹھا رہے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے جو رحیم و کریم خدا ہے اپنے پیارے کی امّت کو تنہا نہیں چھوڑا۔ اس نے اپنے وعدوں کے تحت دنیا کو دوبارہ اس خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کی لازوال نعمت سے وابستہ ہونے کا موقع دیا ہے تا کہ پوری دنیا امن و آشتی، بھائی چارے اور انصاف کا گہوارہ بن جائے اور دنیا میں توحید الٰہی کا بول بالا ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت احمدیہ کا قیام 27؍مئی 1908ء کو عمل میں آیا۔ اور آج خلافت اسلامیہ حقہ احمدیہ کے قیام کو ایک سو آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ اور اب خلافت حقہ کے سائے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا یہ قافلہ منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کامیابیوں اور کامرانیوں کی راہوں پر گامزن ہے۔ اور قیامت تک اس سلسلہ کے بڑھنے اور کامیاب ہونے کے وعدے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ بشرطیکہ کہ ہم ماننے والے اعمال صالحہ بجالانے والے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والے ہوں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ چنانچہ مسلمانوں کا اور بالخصوص احمدی مسلمانوں کا یہ اوّلین فریضہ ہے کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی عطا پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ کیا یہ شکر محض زبانی کلمات سے ادا کرنا کافی ہوگا؟ ایسا کرنا بھی ضروری ہے لیکن شکر کے حقیقی معنوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں خلافت کے قیام کے مقاصد اور اس کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے اپنی اصلاح اور اخلاق کے اعلیٰ عملی نمونے قائم کرنے ہوں گے۔

خلافت کا وعدہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مشروط ہے

استحکامِ خلافت کے لئے ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ہم سب اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”......تیسری بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ امت سے اس وقت تک کیلئے ہے جب تک کہ امت مومن اور عمل صالح کرنے والی ہو۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو واپس لے لے گا۔

خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے

پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور خلافت کا مٹنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ امّت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائے گا جب تک جماعت میں کثرت مؤمنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوگی۔“

(خلافت راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 531-532)

اب جو خلافت کا انعام اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اس کے شکرانے کے طور پر ہر احمدی کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ان کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے تا کہ قیامت تک یہ انعام ہمارے پاس رہے۔ کیونکہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری، اللہ کے فضلوں اور نعمتوں سے محرومی کا باعث بنتی ہے۔

استحکام خلافت کے لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے۔ اور شکر ادا کرنے کے طریق ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارے لیے بہترین اُسوۂ حسنہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر عبادات بجالاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے بے انتہا آپ پر فضل کئے ہیں اور بخشش کا وعدہ دیا ہے تو پھر اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں کہ کھڑے ہوکر عبادت کرنے کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوج گئے ہیں۔ جواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی پیارا اور رہنما اصول بیان فرماتے ہیں کہ عائشہ! اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے عبادت ضروری ہے۔ اور بہترین عبادت میں اوّل نمبر فرائض کی ادائیگی کا آتا ہے، اس کے بعد نوافل۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اپنے خطباتِ جمعہ میں بار بار ہمیں اس طرف توجہ دلا رہے ہیں ہر احمدی کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے پانچ وقت نماز کی ادائیگی باقاعدگی اور التزام کے ساتھ کرے۔ پھر جس قدر ممکن ہو نوافل اور نمازِ تہجد میں بھی استحکام خلافت کے لئے دعائیں کرے۔

اطاعت خلافت

اللہ اور رسول کی اطاعت کی طرح خلافت کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی ہر احمدی کی ذمہ داری ہے اور اس کے فرائض میں شامل ہے۔ اور کوئی بظاہر چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ ”خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔“ اور جب بھی خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی ارشاد ہو تو ہر ایک احمدی کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس ارشاد کا اوّلین مخاطب میں ہی ہوں نہ کہ اس غلط فہمی کا شکار ہونا چاہیے کہ حضور کا ارشاد دوسرے لوگوں کے لئے ہی ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا“

(الفضل 2 مارچ 1946 صفحہ 3)

بلا تخصیص ہر ارشاد کی اطاعت

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں:

”یہ مت سمجھو کہ چھوٹے چھوٹے احکام میں اگر پرواہ نہ کی جاوے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ جو شخص چھوٹے سے چھوٹے حکم کی پابندی نہیں کرتا، وہ بڑے سے بڑے حکم کی بھی پابندی نہیں کرسکتا۔ خدا کے حکم سب بڑے ہیں۔ بڑوں کی بات بڑی ہی ہوتی ہے۔ جن احکام کو لوگ چھوٹا سمجھتے ہیں، ان سے غفلت اور بے پرواہی بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض چھوٹے چھوٹے احکام بتائے ہیں لیکن ان کی عظمت میں کمی نہیں آتی۔ طالوت کا واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ ایک نہر کے ذریعہ قوم کا امتحان ہوگیا۔ سیر ہو کر پینے کے لیے کہہ دیا فَلَيْسَ مِنِّی۔ اب ایک سطحی خیال کا آدمی تو یہی کہے گا کہ پانی پی لینا کونسا جرم تھا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سکھانا مقصود تھا۔ وہ جنگ کے لیے جا رہے تھے اس لئے یہ امتحان کا حکم دے دیا۔ اگر وہ اس چھوٹے سے حکم کی اطاعت کرنے کے بھی قابل نہ ہوں تو پھر میدان جنگ میں کہاں مانیں گے؟ بہر حال اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں حکمتیں ہیں اور اگر انسان ان پر عمل کرتا رہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایمان نصیب کر دیتا ہے اور اپنے فضل کے دروازے کھول دیتا ہے۔“

(منصب خلافت، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 45-46)

خلیفۂ وقت کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ ابلیس نہ بنو“

(بدر 4 جولائی 1912ء)

ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سمجھے کہ خلیفۂ وقت کے ہر حکم کا مخاطب مَیں ہوں

اس سلسلہ میں ایک جگہ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”پس آپ لوگوں میں سے ہر ایک شخص یہ سمجھ لے کہ میرے وعظ کا مخاطب سب سے پہلے وہی ہے اور یہ خیال کر لے کہ جو کچھ کہا گیا ہے مجھے ہی کہا گیا ہے۔ پس اگر کوئی ولی بیٹھا ہو تو وہ بھی میرا مخاطب ہے اور اگر کوئی گندے سے گندا انسان بھی بیٹھا ہو تو وہ بھی۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں بلکہ دوسرے مخاطب ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ **کسی بادشاہ کی نسبت لکھا ہے کہ اس نے** اپنے درباریوں کی اطاعت اور فرمانبرداری آزمانے کے لئے حکم دیا کہ کل رات تم سب فلاں تالاب میں ایک ایک لوٹا پانی کا ڈالنا۔ وہ جب اپنے گھر گئے تو ہر ایک نے خیال کر لیا کہ ہم کہاں پانی کا لوٹا اٹھائے ہوئے جائیں، وہ وزراء اور امراء جن کو رومال اٹھانا دوبھر تھا بھلا وہ پانی کا لوٹا کس طرح اٹھا سکتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھ لیا کہ میرے لوٹا ڈالنے سے تالاب تو بھر نہیں جائے گا اور ہزاروں آدمی لوٹے ڈالیں گے۔ بادشاہ کو میرے لوٹے کا کیا پتہ لگے گا کہ اس نے ڈالا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک یہی خیال کر کے گھر بیٹھ رہا اور کسی نے لوٹا نہ ڈالا۔ تالاب بالکل خشک رہا۔ بادشاہ نے جب تالاب کو دیکھا تو خشک پڑا تھا۔ اس نے سب درباریوں کو ملامت کی اور کہا شرم کرو۔ کیا حکم کی تعمیل اسی طرح ہوا کرتی ہے؟ لیکن بجائے اس کے کہ وہ شرمندہ اور نادم ہوتے ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ تم نے کیوں پانی کا لوٹا نہ ڈالا۔ میں تو یہ خیال کر کے بیٹھ رہا کہ باقی جو ڈالیں گے تو میرا ایک لوٹا نہ ڈالنے سے کیا نقصان ہو گا۔ تم لوگوں نے سستی کر کے میری بھی ذلّت کرائی۔ اور اسی طرح ہر ایک نے اپنی سستی اور نالائقی کو دوسرے کے سر پر تھوپنا چاہا۔ اگر وعظوں کو سننے والے بھی اس طرح اپنے دل میں خیال کریں کہ واعظ کے وعظ کے ہم مخاطب نہیں بلکہ اور لوگ ہیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ سب ہی کورے رہ جائیں گے۔ لیکن جب ہر ایک شخص یہ سمجھے کہ جو کچھ کہا گیا ہے مجھے ہی کہا گیا ہے اور مجھے ہی اس کی تعمیل کرنی ضروری ہے تو سب کے سب نفع اٹھا سکیں گے۔“

(برکات خلافت، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 235)

پس ثواب و اجر اور برکت اس میں ہے کہ جو کہا جائے وہی کرو۔ **بعض دفعہ بظاہر نیکی کے کام بھی گناہ بن جاتے ہیں جب اللہ اور اس کے رسول کی مرضی اور ہدایت کے خلاف کئے جائیں۔** مثلاً نماز ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے مگر ممنوعہ اوقات میں جو پڑھتا ہے گنہگار ہے۔ یا کوئی اس نیّت سے پڑھتا ہے کہ لوگ اسے نیک کہیں گے تو ایسے نمازیوں پر تو اللہ لعنت ڈالتا ہے جیسے فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۔ اسی طرح روزہ ہے۔ عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے بلکہ حکم ہے کہ کھاؤ، پیو اور خوشی مناؤ۔ لیکن اس دن روزہ رکھنے والے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان قرار دیا ہے۔ اسی طرح جب خلیفۂ وقت کی بیعت کر لی تو پھر اپنا کچھ نہ رہا۔ نہ سوچیں، نہ تدبیریں، نہ اصلاحی کوششیں اپنی رہیں۔ پھر سب کچھ خلیفۂ وقت کے احکام و ہدایات کے تابع ہو جانا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا:

”خلافت کے معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں“

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936)

اطاعت سے صرف یہ مراد نہیں کہ جو خلیفۂ وقت کی

طرف سے ارشاد ہو اس پر عمل کیا جائے۔ بلکہ اس سے یہ مراد بھی ہے کہ اگر کسی احمدی کے ذہن میں کوئی نئی ترکیب، نئی سکیم سوجھتی ہے تو اس پر خود بخود عمل درآمد نہ شروع کر دیا جائے بلکہ عمل سے پہلے ہر چیز کی اجازت اور راہنمائی خلیفۂ وقت سے حاصل کی جائے اور پھر اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ بظاہر نیکی کا کام بھی اگر خلیفۂ وقت کی منشاء کے خلاف ہو تو وہ عملِ صالح نہیں ہوگا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ مارچ 2016ء میں فرمایا: ’’خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ یاد رکھیں جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔ ایک اکائی رکھیں۔‘‘

ایک سبق آموز واقعہ۔ خلیفۂ وقت کی ڈھال سے آگے بڑھنے والے کو دوبارہ بیعت کا حکم

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دور میں بعض غلطی خوردہ لوگوں کی جانب سے خلافتِ احمدیہ کے خلاف اٹھائے جانے والے ایک فتنہ کے سدِّ باب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین آدمیوں کو دوبارہ بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی بیعت تو اس لئے دوبارہ لی گئی کہ انہوں نے نظام خلافت کے متعلق تحقیر آمیز حرکات کیں مگر ایک مخلص اور خلافت کے فدائی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب کو بھی دوبارہ بیعت کرنے کا ارشاد ہوا۔ اس کی وجہ حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں کچھ یوں ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں: **’’شیخ یعقوب علی صاحب سے اس موقع پر جو بیعت لی گئی وہ اس لئے لی گئی تھی کہ شیخ صاحب نے ایک جلسہ کیا تھا جس میں ان لوگوں کے خلاف تقریریں کی گئی تھیں جنہوں نے نظام خلافت کی تحقیر کی تھی۔ اور گو یہ اچھا کام تھا مگر حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا جب ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا تو ان کا کیا حق تھا کہ وہ خود بخود الگ جلسہ کرتے۔ غرض ان تینوں سے دوبارہ بیعت لی گئی اور انہوں نے سب کے سامنے توبہ کی‘‘۔**

اس سے ثابت ہوا کہ ہم ایک امام کے تابع ہیں۔ ہم نے جو کام بھی کرنا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے، خلیفۃ المسیح کے تابع کرنا ہے تب ہی قابل قبول ہوگا، ورنہ عین ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے نمائندے کی مرضی اور ہدایت کے خلاف کیا جانے والا بظاہر نیکی کا کام بھی شرفِ قبولیت سے محروم رہ جائے۔

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا

یہ امر بہت ضروری ہے کہ خلیفہ وقت کے جن ارشادات کی اطاعت کرنا مقصود ہے ہم انہیں براہِ راست سننے کی سعادت بھی حاصل کریں۔ اور ہم جب خلیفۂ وقت کے ارشادات کو سن کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو خلافت کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہو جائیں گے۔ اور جب تک خلافت کے قیام کے مقاصد پورے ہوتے چلے جائیں گے، خلافت کا قیام اور اس کا استحکام جاری رہے گا۔

قرآن کریم میں مومنوں کا یہ شعار بیان ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اب اگر کوئی پہلے زینہ پر پاؤں نہیں رکھے گا تو اگلے زینہ پر کیسے چڑھ سکے گا۔ یعنی ہدایات اور احکام اگر خلیفہ سے سنے گا نہیں تو اطاعت کیسے کرے گا۔ چنانچہ ایک **نہایت اہم ذمہ داری جو ہر احمدی کے کندھوں پر ہے وہ خلیفۂ وقت کے خطبات سننا اور دوسروں کو سنانا** اور ان پر عمل کر کے اپنی عملی اصلاح کرنا ہے۔

خلیفۂ وقت کے خطبات سننا

یہ بھی خلافت جیسی عظیم نعمت کی ناشکری ہوگی کہ اگر کسی کے پاس حضور کے خطبات اور تقاریر سننے کے لئے وقت نہ ہو۔ جس برکت سے ہم ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، دین و دنیا کی نعمتیں جس برکت کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں، وہ وجود جو راتوں کو ہماری خاطر جاگتا ہے، دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہماری بلکہ پوری دنیا کی بھلائی کے لئے تدبیریں سوچتا ہے اور ہر خطبہ جمعہ میں ہماری روحانی اور جسمانی ترقی کے طریق بتاتا ہے اس کی باتیں سننے کے لئے کسی احمدی کے پاس وقت نہ ہو! یہ انتہائی ناشکری اور بدنصیبی ہے۔ خلیفہ کی مثال تو ایک ڈاکٹر کی سی ہے جو مریضوں کو بیماریوں سے شفا دینے کے لئے نسخے دیتا ہے اور پرہیز بتاتا ہے۔ اب اگر مریض ڈاکٹر کی تجاویز پر عمل کرے گا تو اس کا فائدہ ہے اور اگر عمل نہیں کرے گا تو مریض کا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ ڈاکٹر نے تو اپنا فریضہ سرانجام دے دیا۔ یہ تو ایک چشمہ ہے جو عرفان الٰہی اور برکات کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ اب اس چشمہ سے جام بھر بھر کے پینا ہر احمدی کا کام ہے۔ اس لئے حقیقی مومن بننے کے لئے ہمیں چاہیے کہ خلیفہ وقت کے خطبات کو غور سے سنیں اور لبّیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں تا کہ خدا کے فضلوں کے وارث بنیں۔ نبی اور خلیفہ کی زبان میں جو تاثیر ہے وہ کسی اور کی زبان میں نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ براہ راست حضور کے خطبات سنے جائیں۔ بجائے اس کے کہ صرف خلاصوں پر ہی انحصار کیا جائے۔

پھر ایم ٹی اے کے نظام کے شکرانے کے طور پر بھی جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکت سے دنیا کو عطا فرمایا ہے ہمیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے اور اگر ہم حضور انور کے خطبات براہ راست یا کم از کم ریکارڈنگ نہ سن سکیں تو ایک گونہ یہ اس نعمت کی بھی ناشکری شمار ہوگی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جب تک اللہ تعالیٰ کی منشاء اپنے سلسلہ میں خلافت راشدہ کو قائم رکھنے کی رہے اس وقت تک برکتیں خلافت سے وابستہ ہوتی ہیں اور ہر وہ شخص جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتا وہ ان برکتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے ذاتی کہ بعض لوگ جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتے ان کے حق میں میری دعائیں قبول نہیں بلکہ ردّ کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ میں نے اپنے لئے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے متعلق مجھے یقین بھی ہو جائے کہ وہ خلافت کی اہمیت نہیں سمجھتا اور اس کے دل میں خلافت کے نظام سے وہ محبت اور پیار نہیں جو ایک احمدی کے دل میں ہونی چاہئے تب بھی مَیں اس کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں اور دعا کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔ اس لئے دعا کرنا میرا کام ہے، میں اپنا کام کر دیتا ہوں۔ دعا قبول کرنا میرے ربّ کا کام ہے اور مَیں نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں میری دعا قبول نہیں ہوتی۔

حالانکہ اس سے برعکس بہت سے ایسے احمدی بھی ہیں جو اگرچہ اعتقاداً پختہ ہوتے ہیں اور نظام جماعت سے ان کا بڑا گہرا اور سچا تعلق ہوتا ہے اور خلافت سے وہ حقیقی تعلق رکھتے ہیں لیکن عملاً بہت سی ذاتی کمزوریاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جب اس گروہ کے متعلق یا ان میں سے کسی فرد کے متعلق دعا کی جائے تو اللہ بسا اوقات محض اپنے فضل سے اس دعا کو بڑی جلدی قبول کر لیتا ہے۔ یہ ایک ذاتی مشاہدہ ہے۔

اس مختصر سے وقت میں یعنی جب سے میں مسندِ خلافت پر بٹھایا گیا ہوں جو میں نے ذاتی مشاہدے کیے ہیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نازل ہوتے دیکھا ہے اور بعض دعاؤں کو ردّ ہوتے پایا ہے، یہ میرا مشاہدہ ہے جو مَیں نے اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے......‘‘ (روزنامہ الفضل 23/دسمبر 1967ء)

منصب خلافت کا احترام

ہر احمدی مسلمان کی اوّلین ذمہ داری ہے کہ وہ منصب خلافت کا کماحقہ احترام کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلّق نہیں ہے صرف اپنی ضرورت کے وقت دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفۂ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ ہمیں فرمائیں گے ان میں مَیں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے نظارے دیکھے ہیں، ایک دفعہ نہیں، بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا۔ اور قبول ہوگئی۔ ابھی کی جا رہی تھی دعا، تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ قبول ہو رہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ ایسا بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔‘‘ (الفضل، 27 جولائی 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا:

’’بے شمار لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ میری ذات کی تو کوئی حیثیت نہیں......لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے۔ اس لئے اگر کسی احمدی کو منصب خلافت سے پیار نہیں یا اس مقام سے سچا عشق نہیں تو خلیفہ وقت کی دعا بھی اس کے حق میں قبول نہیں ہوگی اس لئے زبانی اور عملی طور پر بھی اطاعت خلافت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کی دعائیں سنے گا جو خلافت سے سچی وفاداری رکھتا ہے۔ (الفضل 6/فروری 2001ء)

اولاد کو خلافت سے وابستگی اور اطاعت کی تلقین

ہر احمدی پر لازم ہے کہ دعا اور تدبیر کے ساتھ اوّل اپنی اولاد کی تربیّت اس رنگ میں کرے کہ وہ خلافت احمدیہ کے وفاداروں میں شامل رہیں۔ اور یہ وفاداری کا سبق اپنی اولاد در اولاد کو سکھائیں۔ اس طرح نسل در نسل خلافت کے ساتھ وفا اور وابستگی اور اطاعت کا درس اور سبق ملتا رہے۔ بچوں کو خلافت کے ساتھ وابستہ کرنے میں ہی ہماری اور ان کی بقا ہے کیونکہ ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ: ’’اگر آپ اپنی نسلوں کی بقا چاہتے ہیں تو ان کو میرے خطبات سے وابستہ کر دیں۔‘‘

اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ اولادوں کو کیسے خلیفہ وقت کے خطبات سے وابستہ کریں گے اگر ہم خود وابستہ نہ ہوئے۔ اس لئے لازم ہے کہ پہلے والدین حضور کے خطبات سے وابستہ ہوں۔

پھر ہمارا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضورِ انور کے ارشادات کی روشنی میں اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہمارے گھروں کا کوئی فرد ایسا نہ رہ جائے جو پنج وقتہ نمازوں اور تلاوت کا پابند نہ ہو اور ہر جمعہ کا خطبہ نہ سنتا ہو۔ اس کام کے لئے دعا اور اپنی بھرپور کوشش اور عملی نمونہ لازمی ہے۔

آج کے دور میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بچوں کی تربیت میں ماں کا بہت اہم کردار ہے۔ اس لئے **احمدی ماؤں پر بھی بہت اہم ذمہ داری ہے** کہ وہ بچپن سے ہی بچوں کے دلوں میں خلافت کی محبّت پیدا کریں۔ یہ محبت اس وقت پیدا ہوگی جب مائیں خود دعائیں کریں گی اور خلیفہ وقت کے احکامات پر خوش دلی سے لبّیک کہیں گی۔ مثلاً پردہ کا حکم دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو خلیفہ وقت بار بار ہمیں پہنچا رہے ہیں۔ اس معاشرہ میں صرف احمدی عورتیں اور مرد ہی ہیں جنہوں نے اس حکم الٰہی پر عمل کر کے ایک نمونہ بننا ہے اور دنیا کو ہلاکت اور بے حیائی کی راہ سے بچانا ہے۔ آجکل دنیا زمانہ جاہلیّت کی طرح ایسے مختصر اور تنگ لباسوں کو فخر سے پہنتی ہے جن سے جسم کی نمائش ہو، اور پورا لباس پہننے کو قابل شرم خیال کرتی ہے۔ خصوصاً یورپ میں یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ننگے رہنا اور مختصر لباس پہننا جہالت کے زمانہ کی باتیں ہیں۔ جب لوگوں نے تہذیب سیکھی تو لباس پہننے اور جسم ڈھانپنے شروع کئے، تو یہ زمانہ ترقی یافتہ کہلایا۔ اگر احمدی مائیں پردہ نہیں کرتیں تو بچوں کے دلوں میں کیسے خلافت کے احکام ماننے کی تلقین کریں گی۔ اس لئے نسلوں کو خلافت سے وابستہ کرنے کے لئے احمدی ماؤں کو اطاعت کے نمونے دکھانے ہوں گے تا کہ ان کی گود سے ایسی نسلیں پروان چڑھیں جو خلافت کی فرمانبردار ہوں۔

ہر احمدی کی کوشش ہونی چاہئے کہ اس کا اور اس کی اولاد کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ذاتی تعلق پیدا ہو۔ یہ تعلق باقاعدہ خطوط لکھنے، ایم ٹی اے پر حضورِ انور کے خطبات وخطابات ودیگر پروگرامز اور کلاسز وغیرہ دیکھنے اور حضورِ انور سے جس حد تک ممکن ہو سکے ملاقات کا شرف حاصل کرنے سے پروان چڑھے گا۔

تبلیغ ایک اہم فریضہ

تبلیغ بھی ایک فریضہ ہے جس کی طرف خلیفۃ المسیح ہمیں بار بار بلاتے ہیں۔ یہ بھی ہر احمدی پر فرض ہے۔ یہ بھی استحکام خلافت کے لئے ضروری ہے۔ خلافت کے سائے میں توحید اور اسلام کا جھنڈا لہرانا اور دنیا کو ہلاکتوں سے بچانا اور امن کے جھنڈے تلے جمع کرنا اور خصوصاً آج کے دور میں، جبکہ اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ اور بعض مسلمان کہلانے والوں کی اسلامی تعلیمات کے خلاف کی جانے والی حرکات کی وجہ سے اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے۔ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے قول اور فعل سے ثابت کرے کہ حقیقی اسلام وہ نہیں ہے جو میڈیا میں ایک پروپیگنڈا کے تحت دکھایا جا رہا ہے۔ بلکہ اصلی تصویر اسلام کی یہ ہے جو خلیفۂ وقت کی تربیت اور راہنمائی کی بدولت ہمارے چہروں اور لباس، رہن سہن، بول چال اور حسن معاشرت اور خدمت انسانیت کے ذریعہ ظاہر ہو رہی ہے۔

منافقین پر نظر

ہر احمدی کا کام ہے کہ اگر وہ نظام خلافت کے خلاف کوئی بات سنے یا کوئی حرکت دیکھے تو فوراً اس کے سدّ باب کے لئے کوشش اور دعا کرے۔ اور نظام جماعت کو اطلاع کرے تا کہ نظام خلافت میں کوئی شریر رخنہ پیدا نہ کر سکے۔ اگر کہیں ایسی مجلس دیکھیں جہاں منصب خلافت یا نظام جماعت کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں، وہاں سے فوراً اٹھ جائیں، کبھی بھی ایسی مجلس کا حصہ نہ بنیں۔ اور نہ منافقین کی ہاں میں ہاں ملائیں، بلکہ ہو سکے تو ان کو سمجھائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محرومی والی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی حرکات ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔

استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں

ہمارا فرض بنتا ہے کہ خلافتِ احمدیہ کے استحکام کے لئے دعائیں کریں۔ یہ اسی طرح ہے گویا کہ ہم ایک ایسے درخت کے سایہ دار اور سرسبز رہنے کے لئے دعائیں کریں جس کے سائے کے نیچے ہم خود پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ہم نے جو عہدِ بیعت کیا ہے اس کو نبھائیں۔ جو دعائیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافتِ احمدیہ کی

صدسالہ جوبلی کے موقع پر کرنے کی تحریک فرمائی تھی اور پھر ان کو کرتے رہنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا ان کا وِرد کرتے رہیں اور خود بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہریں۔ اسی طرح نفلی روزہ رکھنے اور نوافل کی ادائیگی کی تحریک پر بھی عمل کریں۔

امام ڈھال ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ' کہ امام ایک ڈھال ہے اس کی پناہ میں لڑا جاتا ہے۔ یعنی امامِ وقت مومنوں کے لئے مشکلات و آفات اور شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے۔ اب ڈھال تو اسی کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے جو اس ڈھال کے پیچھے اور اس کی پناہ میں اپنے آپ کو لے آئے۔ اور جو اپنے آپ کو اس سے بے نیاز سمجھے گا یا اس کو نظر انداز کردے گا تو وہ نقصان اٹھائے گا۔ اس لئے ہمارا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اس خداداد ڈھال یعنی خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ ہر قدم اٹھائیں تا کہ ہم اپنے آپ کو، اپنی اولادوں کو اور تمام بنی نوع کو ہلاکت سے بچا کر خدا کے فضلوں کے وارث بنا سکیں۔

آج سے 42/سال قبل مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی مرحوم نے فروری 1974ء میں لاہور میں اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس کے انعقاد پر اپنے اخبار صدق جدید لکھنؤ کے 8/ مارچ 1974ء کے پرچہ میں ''خلافت کے بغیر اندھیرا'' کے عنوان کے تحت بڑی حسرت کے ساتھ لکھا تھا کہ:

''اتنے تفرق اور تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے؟ مصر کدھر اور حجاز کدھر؟ یمن کی منزل کون سی ہے اور لیبیا کی کونسی؟ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکتِ اسلامی کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی؟ ایک اسرائیل کے مقابل سب کی الگ الگ فوجیں کیوں لانا پڑتیں۔ تُرک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں۔''

پس آج دنیا کا امن صرف خلافت کے دامن سے ہی وابستہ ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر قوم کی مثال ایک ایسے ریوڑ کی ہے جس کا کوئی گڈریا نہ ہو اور وہ پُرخطر جنگل سے گزر رہا ہو۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11/مئی 2003ء کو جماعت کے نام پیغام دیتے ہوئے فرمایا:

''جان سے پیارے احباب جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''...... پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔''

نظامِ خلافت کی حفاظت کا عہد

خلافت ضمانت ہے اسلام کی ترقی اور غلبہ کی۔ شریعت کے احکام کی اشاعت کی۔ خلافت ضمانت ہے ہر مومن کی ذاتی واجتماعی بقا کی۔ خلافت ضمانت ہے جماعت میں الفت و اتحاد کی۔ لہٰذا آئیں آج ہم سب اسی طرح عزم وہمت کے ساتھ عہد کریں جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 24/جنوری 1960ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کے تمام افراد کو کھڑا کر کے ان سے عہد لیا تھا، جس کی تجدید 28/مئی 2008ء کے روز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے موقع پر ہونے والے اپنے معرکۃ الآراء خطاب میں فرمائی:

''ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔'' (الفضل 16/فروری 1960ء) اور ہم اس عہد کو ہر لمحہ اپنے دلوں میں تازہ رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔ آمین اللّٰھم آمین

☆......☆......☆

نمازجنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 12 مارچ 2016ء بروز ہفتہ قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ عصمت بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم نصرت اللہ ناصر چوہدری صاحب مرحوم۔ ہنسلو ساؤتھ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ عصمت بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم نصرت اللہ ناصر چوہدری صاحب مرحوم۔ ہنسلو ساؤتھ۔ یوکے) 10/مارچ 2016ء کو 64 سال کی عمر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ شیخ میران بخش صاحب آف کڑیاں والا کی پوتی اور حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ کی بہو تھیں۔ 1975ء میں شادی کے بعد انگلستان آئیں۔ بہت نیک، صالحہ اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم شجر احمد صاحب فاروقی سیکرٹری AMJ کی ممانی تھیں۔

نمازجنازہ غائب:

(1) مکرم حکیم محمد رفیع ناصر صاحب۔ (آف ناصر دواخانہ ربوہ)

آپ 26 فروری 2016ء کو 88 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ربوہ کے ابتدائی رہائشیوں میں سے تھے۔ ہجرت کے بعد ربوہ میں ناصر دواخانہ کے نام سے اپنا کاروبار کرتے رہے اور اچھی شہرت پائی۔ مرحوم کو خلافت اور نظامِ سلسلہ سے اطاعت اور پیار کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورِ خلافت میں لمبا عرصہ لندن آتے رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رضا کارانہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے فرقان فورس میں بھی حصہ لیا۔ نماز باجماعت کی خاص پابندی کرتے۔ مالی قربانیوں میں نمایاں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ غریبوں اور مستحق افراد کی مالی معاونت کرنے والے نیک مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم عبدالسمیع حامی صاحب کو ربوہ میں بطور صدر محلّہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(2) مکرمہ امۃ الرشید نرگس صاحبہ (اہلیہ مکرم ایوب ساجد صاحب واقف زندگی۔ قادیان)

آپ 24 فروری 2016ء کو 62 سال کی عمر میں قادیان میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم یونس احمد اسلم صاحب مرحوم درویش قادیان کی بیٹی اور مکرم شفیع احمد اسلم صاحب مجاہد ملکانہ کی پوتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مالی قربانیوں میں پیش پیش اور خدمتِ دین کے جذبے سے سرشار تھیں۔ آپ کم گو، مہمان نواز اور غریبوں کی ہمدرد نیک خاتون تھیں۔ اپنے واقفِ زندگی خاوند کے کاموں میں پوری وفا کے ساتھ شریکِ کار رہیں اور بچوں کی نیک تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم اعجاز الرحمان صاحب عملہ حفاظت خاص لندن میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم میاں محمد عالم بھٹی صاحب (سابق باڈی گارڈ۔ ابن مکرم میاں غلام حسین صاحب۔ ربوہ)

آپ 11 ستمبر 2015 کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور بروقت چندہ جات کی ادائیگی کرنے والے نیک باوفا آدمی تھے۔ آپ حضرت میاں غوث محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ بطور باڈی گارڈ خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت اماں جانؓ کی بھی خدمت کا موقع نصیب ہوا۔ دفاتر تحریک جدید میں بھی بطور کارکن خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔

(4) مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالرؤوف صاحب سابق کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ)

آپ 16 جنوری 2016 کو 78 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں فتح محمد صاحب آف ڈیرہ غازی خان کی نسل سے تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور چندہ جات میں باقاعدہ تھیں اور خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرم عطاء الرحمان مبشر صاحب آڈیٹر تحریک جدید کی والدہ تھیں۔

(5) مکرم چوہدری ظہور الدین احمد صاحب۔ آف جرمنی (ابن مکرم چوہدری برکت علی صاحب ننگلی مرحوم)

آپ 28 فروری 2016 کو جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت مہر نظام الدین صاحب کے پوتے اور حضرت منشی عبدالحیٔ سنوری صاحبؓ کے نواسے تھے۔ آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی اور جماعتی خدمت کا خاص جذبہ رکھتے تھے۔ 9 سال تک بطور صدر حلقہ اور دیگر جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ نہایت ملنسار اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار بے لوث انسان تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی بیوہ کو بطور جنرل سیکرٹری لجنہ جرمنی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ آپ مکرم احسان احمد خان صاحب مربی سلسلہ ریسرچ سیل ربوہ کے ماموں تھے۔

(6) مکرم شیخ لطیف اکمل صاحب (ابن مکرم شیخ سردار علی صاحب آف ربوہ)

آپ 30 نومبر 2015 کو 79 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہری وابستگی تھی۔ چندہ جات نہایت خوش دلی سے ادا کرتے تھے۔ مہمان نواز اور غریب پرور انسان تھے۔ جس کمپنی میں ملازم تھے اس میں کئی احمدی نوجوانوں کو نوکریاں دلوائیں۔

(7) مکرمہ منیہ العطاوی صاحبہ (آف تیونس)

آپ گزشتہ دنوں بعارضہ کینسر 57 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے دو سال قبل بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اہل خانہ ان کی بیعت سے خوش نہ تھے لیکن آپ ایمان پر آخر دم تک ثابت قدم رہیں۔ مرحومہ خلافت اور جماعت سے گہری محبت رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔

(8) مکرم محمد موسیٰ صاحب (ابن مکرم محمد علی صاحب۔ گوٹھ جمال پور ضلع خیر پور سندھ)

آپ 8 جنوری کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، دعا گو اور خاموش طبع نیک انسان تھے۔ جماعتی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(9) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد علی صاحب۔ آف لاہور)

آپ 23 دسمبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نصیر احمد صاحب کو نصرت جہاں سکیم کے تحت چار سال تک بطور ٹیچر وقف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ تبلیغ اسلام کا وہ کام جو اس وقت دنیا میں کوئی اور جماعت نہیں کر رہی صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ تبلیغ اسلام کا وہ کام جو اس وقت دنیا میں کوئی اور جماعت نہیں کر رہی صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ مصر کا ایک اخبار الفتح ہے، وہ ہماری جماعت کا سخت مخالف ہے مگر اس نے ایک دفعہ لکھا کہ جماعت احمدیہ کو بے شک ہم اسلام کا دشمن خیال کرتے ہیں لیکن اس وقت وہ تبلیغ اسلام کا جو کام کر رہی ہے گزشتہ تیرہ سو سال میں وہ کام بڑے بڑے اسلامی بادشاہوں کو بھی کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ جماعت کا یہ کارنامہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اور تمہارے ایمانوں کی وجہ سے ہے۔ آپ کی پیشگوئیاں تھیں اور تمہارا ایمان تھا۔ جب یہ دونوں مل گئے تو خدا تعالیٰ کی برکتیں نازل ہونی شروع ہوئیں اور جماعت نے وہ کام کیا جس کی توفیق مخالف ترین اخبار الفتح کے قول کے مطابق کسی بڑے سے بڑے اسلامی بادشاہ کو بھی آج تک نہیں مل سکی۔ اب تم روزانہ پڑھتے ہو کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم اور بھی ترقی کرو گے اور اس وقت تمہارا چندہ بیس پچیس لاکھ سالانہ نہیں ہو گا بلکہ کروڑ، دو کروڑ، پانچ کروڑ دس کروڑ، بیس کروڑ، پچاس کروڑ، ارب، کھرب، پدم بلکہ اس سے بھی بڑھ جائے گا اور پھر تم دنیا کے چپہ چپہ میں اپنے مبلغ رکھ سکو گے۔ انفرادی لحاظ سے تم اس وقت بھی غریب ہو گے لیکن اپنے فرض ادا کرنے کی وجہ سے، ایک قوم ہونے کے لحاظ سے تم امریکہ سے بھی زیادہ مالدار ہو گے۔ دنیا میں ہر جگہ تمہارے مبلغ ہوں گے اور جتنے تمہارے مبلغ ہوں گے، اتنے افسر دنیا کی کسی بڑی سے بڑی قوم کے بھی نہیں ہوں گے۔ امریکہ کی فوج کے بھی اتنے افسر نہیں ہوں گے جتنے تمہارے مبلغ ہوں گے اور یہ محض تمہارے ایمان اور اخلاص کی وجہ سے ہو گا۔ اگر تم اپنے ایمان کو قائم رکھو گے تو تم اس دن کو دیکھ لو گے۔ تمہارے باپ دادوں نے وہ دن دیکھا جب 1914ء میں پیغامیوں نے ہماری مخالفت کی۔ جب میں خلیفہ ہؤا تو خزانہ میں صرف سترہ روپے تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اب قادیان تباہ ہو جائے گا لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ اب ہم اپنے کسی طالب علم کو سترہ روپے ماہوار وظیفہ بھی دیتے ہیں تو یہ وظیفہ کم ہونے کی شکایت کرتا ہے۔'' (خطبہ فرمودہ 19/اکتوبر 1956ء، از الفضل 24 اپریل 1957ء صفحہ 5)

قدرت ثانیہ

”دوسری قدرت.... دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔“ (حضرت مسیح موعودؑ)

”پہلی زبردست قدرت الٰہیہ کو تو دیکھ چکے ہیں اور دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں۔“ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ)

(غلام مصباح بلوچ - کینیڈا)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آنے والے مسیح موعود وامام مہدی کے ذریعے جہاں کسر صلیب، احیاء دین، قتل دجال، وضع حرب وغیرہ جیسے عظیم الشان کاموں کی پیشگوئی فرمائی وہاں ایک عظیم الشان برکت ورحمت الٰہی ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّة کی بھی نوید سنائی۔ چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذات میں وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں جو کہ احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی تھیں، باقی پیشگوئیاں تو وہ تھیں جن کا ظہور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہوا لیکن ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّة کی پیشگوئی تو طبعاً آپؑ کی وفات کے بعد ہی پوری ہونی تھی کیونکہ خلافت یعنی جانشینی تو غیر حاضری میں ہوا کرتی ہے۔ پس جب تک آپؑ زندہ تھے اس پیشگوئی کا ظہور ناممکن تھا۔ اسی لیے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“ (الوصیۃ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

بلکہ اپنی وفات کے الہامات کا ذکر کر کے مفصل طور پر اپنے بعد خلافت حقہ کی پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

”غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار لیتے ہیں، تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا **وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔** (النور: 56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے....

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے، سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے .... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی .... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے...“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-306)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

”اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306,307)

رسالہ الوصیت دسمبر 1905ء میں طبع ہوا۔ اس کے چند دن بعد ہی یعنی 15 جنوری 1906ء کو ایک خادم باہر سے قادیان آئے اور حضور علیہ السلام کی وفات کے الہامات کی وجہ سے رو پڑے، حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

”یہ وقت تمام انبیاء کے متبعین کو دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں ایک نشان خدا تعالیٰ دکھاتا ہے۔ نبی کی وفات کے بعد اس سلسلہ کو قائم رکھ کر اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ دراصل خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ بعض نادان لوگ نبی کے زمانہ میں کہا کرتے ہیں کہ یہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی ہے اور دکاندار ہے کسی اتفاق سے اس کی دکان چل پڑی ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد یہ سب کاروبار تباہ ہو جاوے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نبی کی وفات کے وقت ایک زبردست ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کے سلسلہ کو نئے سرے سے پھر قائم کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا.... تب خدا تعالیٰ نے ابوبکر کو اٹھایا اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا، اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اس وقت ادھورا رہ جاتا... اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 2۔ نظارت اشاعت ربوہ)

خدائے عزیز و حکیم کے فضل و رحم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست قدرت کو ایک مرتبہ پھر ظاہر کیا اور حضرت حکیم حافظ مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کو خلعت خلافت سے نواز کر اس جماعت کو سنبھال لیا اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان ”میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“ نیز ”دوسری قدرت ... دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔“ کے مطابق ضروری تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ”اور وجود“ ہوں جو ”دوسری قدرت کا مظہر“ ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اَور وجودوں کو بھی اپنی قدرت ثانیہ کے مظاہر کے طور پر ظاہر کیا اور انہی مظاہر کے ہاتھ پر بیعت کرا کے جماعت کو پہلے بھی متحد و متفق رکھا، آج بھی رکھے ہوئے ہے اور آئندہ بھی رکھے گا، انشاء اللہ۔

افسوس صد افسوس کہ بعض لوگ اس نعمت عظمیٰ کو پا کر بھی اس کے انکار کرنے والوں میں سے ہو گئے اور سورۃ آل عمران آیت 8 کے مطابق کج رَو اور ٹیڑھے پن والے لوگوں کی طرح اپنے مطلب کی تاویلیں کر کے دین میں فتنہ ڈالنے کی کوشش کی اور مختلف حلیے بدل کر حیلوں اور بہانوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیت کا انکار کیا۔

منکرین خلافت کے دو ہی بہانے ہیں:

(1) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رسالہ الوصیت میں تحریر فرمانا ”اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“ جس کا مطلب ہے کہ امام یا خلیفہ کی ضرورت نہیں بس آپس میں مل کر کام کرنا چاہیے اور آئندہ کسی زمانے میں خدا سے روح القدس پا کر کوئی کھڑا ہو تو اس کی بیعت کر لی جائے۔

(2) حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے اکٹھے مل کر دعائیں کرنے کی تحریک کرنا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ ”اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جملہ قدرت ثانیہ کے متعلق تحریر کا اخیر ہے۔ یعنی قدرت ثانیہ کے بیان کے تسلسل میں ہی حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ بات بیان فرمائی ہے پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طور پر بھی درست نہیں کہ امام یا خلیفہ کی ضرورت نہیں بس آپس میں مل کر کام کرنا چاہیے اور آئندہ کسی زمانے میں خدا سے روح القدس پا کر کوئی کھڑا ہو تو اس کی بیعت کر لی جائے۔ کیونکہ یہ نتیجہ نکالنا گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تمام تعلیم و تلقین پر پانی پھیرنا ہے جو قدرت ثانیہ کے متعلق آپؑ جماعت کو وصیۃً تحریر فرما رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تو واضح فرمایا ہے کہ **”مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“**۔ قدرت ثانیہ کا ظہور کوئی پہلی دفعہ دنیا میں نہیں ہونا تھا بلکہ **”قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے“**۔ یعنی پہلے بھی انبیاء کی وفات پر اس کو ظاہر کرتا آیا ہے اور اب حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات پر اس کا ظہور ہوگا اور **”جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا“** اور **”تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا“** کی مثال دے کر آپؑ نے ہر قسم کے شک وشبہ کو دُور فرما دیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو روح القدس کے بغیر ہی کھڑا کر دیا؟ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی کیا بغیر روح القدس کے خود ہی کھڑے ہو گئے؟

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس قدر واضح اور روشن بیان کے بعد امامت یا خلافت کا انکار کرنا اپنے دل کے زیغ کو ظاہر کرنا ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کا وقت ”جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔“ کے الفاظ سے ظاہر فرمایا ہے تو طبعاً ”اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“ کے الفاظ میں بھی آنحضرت ﷺ کی وفات اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے سے پہلے کے نازک وقت کی طرف اشارہ ہے کہ میری وفات پر نہ بادیہ نشینوں کی طرح مرتد ہونا اور نہ ہی اُن لوگوں کی طرح الگ مجلسیں لگا لینا جنہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات پر سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھ کر ”مِنَّا اَمِيْرٌ وَ مِنْكُمْ اَمِيْرٌ“ (یعنی اب ایک امیر ہم (انصار) میں سے اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہوگا) کا فیصلہ کر لیا تھا اور سمجھانے پر بھی ”لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا اَمِيْرٌ وَ مِنْكُمْ اَمِيْرٌ“ پر تُلے ہوئے تھے۔ لیکن موقع پر ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اکثریت کی بیعت کرا کے اُن کی غلط فہمی کو بھی دور کر دیا اور امت مسلمہ ایک مرتبہ پھر حبل اللہ کو پکڑ کر تفرقہ سے بچ گئی۔ اس پس منظر میں حضرت اقدس علیہ السلام کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ اے جماعت احمدیہ! تم ان مجرّب غلطیوں کو نہ دہرانا بلکہ سب میرے بعد مل کر کام کرنا۔ اور خلافت پر ایمان لاتے ہوئے انتخاب خلافت بھی ان کاموں میں سے ایک اہم کام ہے اسی لیے امام ابن حجر العسقلانیؒ نے اپنی شرح بخاری میں یہ بات درج فرمائی ہے کہ ”اَنَّ اِقَامَةَ الْخَلِيفَة سُنَّةٌ مؤَكَّدَةٌ .... و بِاَنَّهُمْ تَرَكُوْا لِاَجْلِ اِقَامَتِهَا اَعْظَمَ الْمُهِمَّاتِ وَ هُوَ التَّشَاغُلُ بِدَفْنِ النَّبِىّ ﷺ حَتّٰى فَرَغُوْا مِنْهَا۔“

(فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابہ باب قول النبی ﷺ ”لَوْ كُنتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً“)

یعنی خلافت کا قیام ایک سنت مؤکدہ ہے.... یہ بھی کہ اس (خلافت) کے قائم کرنے کی خاطر بعض عظیم الشان کام بھی چھوڑ دیے جن میں سے حضرت نبی کریم ﷺ کی تدفین بھی تھی، جب تک کہ وہ اس (قیام خلافت) سے فارغ نہیں ہوئے۔

پس نبی یا خلیفہ کی وفات کا وقت صبر اور آپس میں اتحاد دکھانے کا ہوتا ہے کیونکہ یہ چند لمحے جماعت بغیر امام کے ہوتی ہے اور امام یا خلیفہ جو کہ وحدت کا اصل سبب ہے اس کی عدم موجودگی میں یہی نصیحت ہے کہ مل کر کام کرنا۔ اسی لیے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ بننے کے بعد بارہا جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ ”تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔“ (بدر 24 اگست 1911ء) یعنی جماعت کا شیرازہ کسی امام یا خلیفہ کے بغیر قائم رہنا ممکن نہیں پس جب تک اللہ تعالیٰ شیرازہ قائم کرنے والا نہ چن لے آپس میں مل کر کام کرنا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ ”الوصیت“ کے آغاز میں ہی یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

”میں نے مناسب سمجھا کہ **اپنے دوستوں اور اُن تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں**، چند نصائح لکھوں۔“ (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 301)

پس جو لوگ حضور علیہ السلام کے کلام سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے وہی اس قسم کے حیلے بہانے کر کے بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ خلافت کو چھوڑ کر جس طرح انہوں نے **مل کر کام کیا ہے** وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا ہے۔

دوسری دلیل منکرین خلافت کی یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا قدرت ثانیہ کے نزول کے لیے جماعت کو دعا کی تحریک فرمانا ثابت کرتا ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ بھی اس بات کے قائل تھے کہ ابھی تک قدرت ثانیہ ظاہر نہیں ہوئی اور آئندہ کبھی ہوگی۔

یہ درست ہے کہ خلافت اولیٰ کے ابتداء میں ہی حضرت مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی یہ تحریک اعلان کرائی کہ احباب جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے مل کر دعائیں کرنی چاہییں۔ (الحکم 6؍جون 1908ء صفحہ 8 کالم 3) لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طور بھی درست نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خود قدرت ثانیہ کے مظہر نہیں تھے۔ کیا کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی دوسری قدرت کا مظہر نہیں ہوں؟ آپ کو خلیفۃ المسیح بھی لکھا گیا اور قدرت ثانیہ کا مظہر اول بھی کہا گیا لیکن کبھی بھی آپؓ نے جماعت کو اس بات سے منع نہیں کیا کہ مجھے قدرت ثانیہ کا مظہر اول نہ لکھا کرو۔ بلکہ اخبار الحکم میں جہاں حضور رضی اللہ عنہ کی احباب جماعت کو اس تحریک کا اعلان ہے اُسی اعلان میں ایڈیٹر اخبار الحکم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی لکھا ہے:

"سب سے بڑی بات جس کے لیے ہمیں طیار ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے مل کر دعائیں کریں جیسا کہ حضرت امام علیہ السلام نے ہدایت فرمائی ہے .... اور بڑی **خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے ظہور کا مظہر اول ہمیں عطا کیا**، وہ مظہر اول وہی ہے جس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں **یعنی حضرت حکیم الامۃ**۔"

(الحکم 6؍جون 1908ء صفحہ 8 کالم 3)

اور ایک بار نہیں کئی بار حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی دوسری قدرت کا مظہر کہا گیا، ایک اور جگہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی فوق الفوق اور وراء الوراء طاقت و قدرت نے دکھا دیا تھا کہ یہ درخت اس نے خود لگایا ہے اور وہ آپ اس کا نگہبان اور متولی ہے۔ بہر حال خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر **اپنی قدرت کا ہاتھ پھر دکھایا** اور ہم سب کو ایک واجب الاحترام معالج کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اسے اپنا امام یقین کرنے کی توفیق دی۔" (الحکم 26 جولائی 1908ء صفحہ 1 کالم 1,2)

پھر ایک اور جگہ حضرت عرفانی صاحبؓ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے وصال اور رفع کو قدرت ثانیہ کے ظہور ونزول کا مقدمۃ الجیش قرار دیتے ہوئے لکھا:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وصیت کی تکمیل اور تعمیل کے لیے **قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت خلیفۃ المسیح** نے اخبارات میں اعلان کر دیا ہے...."

(الحکم 22؍اگست 1908ء صفحہ 5 کالم 1)

1908ء کا جلسہ سالانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلا جلسہ سالانہ تھا چنانچہ احباب جماعت میں مخالفین کی امیدوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے جلسے میں شامل ہونے کا ایک جوش اور ولولہ تھا، حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نقشہ نویس لائل پور نے اپنے ایک خط میں لکھا:

"ہر ایک احمدی کو ابھی سے اس میں حصہ لینے کے لیے کوشش فرمانی چاہیے۔ **قدرت ثانیہ میں یہ پہلا سالانہ جلسہ ہے**۔" (الحکم 18 ستمبر 1908ء صفحہ 4 کالم 2)

اگر صحابہ کرام کا آپؓ کو قدرت ثانیہ کا مظہر لکھنا غلط تھا تو کیوں نہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس کا نوٹس لیا اور اس کی تردید فرمائی؟ آپؓ کیسے تردید فرماتے، آپؓ تو خود قدرت ثانیہ کے ظہور کا اعلان فرما چکے تھے، آپؓ اپنے مضمون "وفات مسیح موعودؑ" محررہ 14؍جون 1908ء میں مخالفین ومعترضین کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"خیر بہر حال اب دشمن جلسے کریں اور خوشیاں منائیں، **پہلی زبردست قدرت الٰہیہ کو تو دیکھ چکے ہیں اور دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں**۔ اب یہ درخت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسے محفوظ رہا ہے ویسا ہی اب پھولے گا اور پھلے گا۔" (ریویو آف ریلیجنز جون وجولائی 1908ء صفحہ 267)

اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ خلافت کو قدرت ثانیہ یقین نہیں کرتے تھے تو کس بات پر دشمنوں کو فرما رہے تھے کہ **دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں**۔ حضور رضی اللہ عنہ کا لفظ تماشا استعمال کرنا بھی دلچسپ ہے۔ آپؓ نے اپنے اسی مضمون کے شروع میں دشمنوں کو "مسخرے" کے لفظ سے بیان فرمایا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں سے تمسخر کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کو محض تماشا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی سوچ کو مدنظر رکھ کر آپؓ نے فرمایا **دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں**۔ بہرحال آپ دوسری قدرت کے ظاہر ہونے کے یقین پر ہی یہ بات بیان فرما رہے تھے ورنہ اگر دوسری قدرت ابھی آئی ہی نہیں تھی تو حضورؓ کس بنیاد پر مخالفین کو تماشا دیکھنے کا کہہ رہے تھے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں بھی اس امر کا اعلان کر دیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

"... مگر آخر **خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُم کا زمانہ آگیا۔ اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے**۔ مَیں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے .... اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں، تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔"

(الحکم 6؍جون 1908ء صفحہ 8 واخبار بدر 2؍جون 1908ء صفحہ 8 کالم 3)

حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے 21؍جون 1908ء کو لاہور میں اپنی ایک پُر جوش تقریر میں فرمایا:

"ان لوگوں کا خیال بلکہ یقین تھا کہ آپؑ کی وفات کے ساتھ ہی یہ کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا اور یہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے گا.... مگر خدا کی شان کہ جب وہ وقت آیا تو ان کی تمام امیدوں اور آرزوؤں پر پانی پھر گیا اور ان کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی....۔

میں خود اپنے دل کو اور اپنے احباب کے دلوں کو دیکھتا ہوں تو ایسا پاتا ہوں کہ جس طرح کسی عظیم الشان فتح کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے، کوئی قبض نہیں، کوئی گھبراہٹ نہیں، نہ کسی قسم کی کمزوری ہے اور نہ ہی تزلزل۔ **کیا یہ اس قدرت ثانیہ کا ابتدا نہیں جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا**۔" (الحکم 18 جولائی 1908ء صفحہ 4 کالم 3)

حضرت مولوی محمد علی صاحب نے قدرت ثانیہ کی ابتدا کا اعتراف تو کر لیا لیکن افسوس کہ اس کے دائمی اور قیامت تک منقطع نہ ہونے کا انکار کر بیٹھے۔

بہر کیف ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کو قدرت ثانیہ کا ظہور قرار دیا اور اپنے متعلق قدرت ثانیہ کا مظہر اول لکھے جانے پر کبھی اس کی تردید نہیں کی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا احباب جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے مل کر دعائیں کرنے کی تحریک کرنے کا کیا مطلب تھا؟ یہ کوئی عجیب بات نہیں، اس کا مطلب ہمیں بعض قرآنی دعاؤں سے بآسانی سمجھ آسکتا ہے، سورۃ فاتحہ میں ہم روز یہ دعا کرتے ہیں:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ: 6) یعنی ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔ آنحضرت ﷺ بھی نماز میں یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ آپؐ صراط مستقیم پر نہیں تھے؟ حالانکہ خود قرآن کریم آپؐ کے حق میں فرماتا ہے:

(1) وَ اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ: 53)

(2) وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (الانعام: 154)

(3) يٰسٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِيْمِ۔ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

اس کا جواب مفسّرین نے دیا ہوا ہے۔ علامہ طبری اپنی تفسیر میں اس آیت کے معانی میں لکھتے ہیں:

قَال أبو جعفر: و معنى قولِهِ (**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ**) فِی هٰذَا المَوْضع عِنْدَنا: وَفِّقْنَا لِلثبات عَلیه، کَما رُوِیَ ذالک عن ابن عباس۔

(تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری (متوفّٰی 310ھ) سورۃ الفاتحہ زیر آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ)

یعنی اس جگہ صراط مستقیم کی دعا مانگنے سے مراد صراط مستقیم پر ثابت قدمی مانگنا ہے۔

پھر آنحضور ﷺ کے صحابہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں سے اکثر کے نزدیک الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مراد اسلام ہے۔ اب جبکہ ایک انسان بحیثیت مسلمان الصراط المستقیم بمعنی اسلام کی دعا مانگتا ہے تو لازمی بات ہے کہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے ہی کی دعا مانگتا ہے کیونکہ دینِ اسلام پر تو وہ پہلے ہی پہنچ چکا ہے۔

اسی طرح نماز کے آخر میں ہم رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ.... (ابراھیم: 41) کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے، کیا اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوة کی دعا مانگنے کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ حضرت ابراہیمؑ نماز قائم کرنے والے نہیں تھے! اس کا درست مطلب مفسرین نے اپنی تفاسیر میں بیان فرما دیا ہے، علامہ ابوحیان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَدُعَاءُهٗ بِأنْ يَّجْعَلَهٗ مُقِيْمَ الصّلٰوة وَ هُوَ مُقِيْمُهَا، اِنَّمَا يُرِيْدُ بِذَالِک الدَيْمُوْمَةَ۔

(تفسیر البحر المحیط للعلامۃ ابوحیان متوفّٰی 754ھ زیر تفسیر سورۃ ابراہیم آیت 41)

یعنی حضرت ابراہیمؑ کا دعا مانگنا کہ اللہ انہیں نماز قائم کرنے والا بنائے حالانکہ آپؑ پہلے ہی اس کے قائم کرنے والے تھے، اِس دعا سے آپؑ کی مراد صرف دوام یعنی ہمیشگی مانگنا ہے۔

ایک آخری مثال بیان کر کے اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ (البقرۃ 129)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا۔

اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ دونوں فرمانبردار نہیں تھے، وہ دونوں تو انتہائی فرمانبردار تھے اور دعا میں فرمانبرداری پر ثابت قدمی مانگ رہے تھے۔ علامہ قرطبی نے اس کے معنے "سَأَلَا التَّثْبِيْتَ وَ الدَّوَامَ۔" کے کیے ہیں یعنی دونوں فرمانبرداری میں ثابت قدمی اور مداومت مانگ رہے تھے۔

حضرت امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں اصل اصول بیان فرما دیا ہے، آپؒ بیان کرتے ہیں:

"**و طَلَبُ تَحْصِيلِهِ فِی الزمان المستقبل لَا يُنَافِی حُصُولَهُ فِی الحال**۔"

(التفسير الكبير للامام الرازیؒ۔ سورة البقرة آية 129 رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَک)

یعنی زمانہ مستقبل میں اس (فرمانبرداری) کے مانگنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمانہ حال میں یہ حاصل ہی نہیں ہے۔

پس ان دعاؤں اور ان کی تفسیر سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے دعا کی تحریک کی حکمت بھی سمجھ آجاتی ہے خصوصًا جبکہ آپ خود اپنی خلافت کے ذریعے قائم ہونے والے اتحاد کے بعد دشمنوں کو **دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں** کا اعلان کر چکے تھے مزید یہ کہ جو پیشگوئی قرآن وحدیث میں موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نص صریح اس کے متعلق موجود ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس کے برعکس کہیں!

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نشانات کی قدردانی کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مجھے پختہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بہت سے عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہوں گے مگر یہ علم مجھ کو نہیں دیا گیا کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔

نشانوں کی ناقدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے، ایک کفر وانکار سے، **اور ایک اس طرح کہ دو روز تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کی جائے اور پھر اُسے قطعًا فراموش کر ڈالا جائے اور خدا تعالیٰ کی عظمت وجبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کی جائے** .... خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گزشتہ نشانوں کی قدردانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی، وہ اُن ہی کو آئندہ بھی مستفید ہونے کی توفیق بخشے گا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 326,327۔ نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت اقدس علیہ السلام کے اس اقتباس سے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے دعا کرانے کی ایک اور حکمت سمجھ آتی ہے۔ قدرت ثانیہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان انعام اور نشان ہے پس بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہ ہو کہ "دو روز تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کی جائے اور پھر اُسے قطعًا فراموش کر ڈالا جائے" بلکہ ہر ایک جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس نعمت سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔

مفسّرین نے دعا کے معنی ایمان اور اللہ کی نعمت پر شکر بجالانے کے بھی کیے ہیں جیسا کہ آیت **قُلْ مَا يَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ** (الفرقان: 78) کی تفسیر میں امام رازیؒ نے لفظ دُعَاؤُکُمْ کے مختلف معانی میں (1) لَوْ لَا اِيْمَانُکُمْ (اگر تمہارا ایمان نہ ہو) اور (2) لَوْ لَا شَکَرْتُمْ عَلٰی اِحْسَانِهِ (اگر تم اس کے احسان پر شکر نہ کرو) (تو وہ تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا) بھی بیان فرمائے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی تحریک میں یہی حکمت تھی۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حضورؓ کی اس تحریک دعا کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے مامور ومرسل اور ان کے خلفاء اور نُوّاب جن امور کو اپنی بیعت یا تعلیم میں رکھتے ہیں وہ بے محل نہیں ہوا کرتی ..... یہ لوگ طبیب روحانی ہوتے ہیں جس مرض میں قوم کو مبتلا دیکھتے ہیں اسی کا علاج کرتے ہیں۔"

(الحکم 22 / اگست 1908ء صفحہ 5 کالم 1)

یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی جہاں جماعت کا شیرازہ بکھیرنے والے بیرونی حملوں اور سازشوں پر نظر تھی وہاں جماعت کی اندرونی تعلیم و تربیت کی بھی فکر تھی اسی لیے آپؓ ہمیشہ جماعت کو باہم پیار و محبت سے رہنے کی تلقین کرتے رہے، خلافت کے ذریعے قائم ہونے والے اتحاد و اتفاق کے متعلق حضورؓ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس موجودہ اتفاق و وحدت سے ہمارے احباب فائدہ اٹھائیں۔''

(ریویو آف ریلیجنز جون و جولائی 1908ء صفحہ 263,264)

اسی نعمت کی قدر اور شکر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جماعت کو فرمایا:

''تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازۂ وحدت قائم رکھے ہوئے جاتا ہے۔''

(بدر 24 اگست 1911ء)

اکتوبر 1909ء میں خطبہ عید الفطر میں اسی اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔''

(خطبات نور صفحہ 418)

''بم کے گولے اور زلزلہ سے بھی زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔''

(خطبات نور صفحہ 422)

آپؓ نے منکرین خلافت کے اس وسوسے کا بھی اچھی طرح ازالہ کیا کہ خلیفہ لوگوں کا منتخب کردہ ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے''

(بدر 25 جنوری 1912ء صفحہ 6 کالم 1)

''جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں، خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر حماقت کرو تو سخت حماقت ہے۔''

(بدر 4 / جولائی 1912ء صفحہ 6 کالم 3)

''یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو، یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہوگیا .... ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو، مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے رافضی ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں۔''

(بدر 11 / جولائی 1912ء صفحہ 3 کالم 3)

''مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے .... جس طرح پر آدم و داؤد اور ابوبکر و عمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے .... پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔'' (بدر 11 / جولائی 1912ء صفحہ 6,7)

منکرین خلافت کو یہ بھی کھول کر بتا دیا کہ نہ صرف یہ کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے بلکہ آئندہ آنے والا خلیفہ بھی خدا کا ہی بنایا ہوا خلیفہ ہوگا:

''خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں، تم اس کے بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ مَیں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُسے آپ کھڑا کرے گا۔''

(بدر 11 / جولائی 1912ء صفحہ 4)

قدرت ثانیہ کے ظہور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: ''مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا'' اور یہاں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ''مَیں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔'' یعنی خلافت ہی قدرت ثانیہ ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کسی اور کو خلیفہ بنا کر اس جماعت کی وحدت کے سامان کرتا رہے گا۔ اور سورۃ نور میں بیان شدہ علامت یعنی ان کے دین کی تمکین اور ان کے خوف کا امن میں بدلنا اس کی صداقت کی گواہی ہے۔ انہی علامتوں کا ذکر کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''سرّ الخلافۃ'' میں منکرین خلفاء ثلاثہ کو ہوش کے ناخن لینے کی نصیحت فرمائی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ھذا مَا بَشّر رَبُّنَا لِلْمُؤمِنین، وَ أَخْبَر عَنْ عَلَامَات الْمُستخلفین، فَمَن أَتی اللّٰہَ لِلْاِسْتِماحۃ، وَمَا سَلکَ مَسلک الوَقاحۃ، وَ مَا شدّ جبائر التلبیس علیٰ ساعِدِ الصراحۃ، فَلا بُدّ لہٗ مِن أَنْ یَقْبل ھٰذَا الدلیل و یَترُک المعاذِیر و الأقاوِیْل، وَ یَأْخُذَ طُرُق الصالحین۔''

(سرّ الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 334)

ترجمہ: یہ وہ بشارت ہے جو ہمارے ربّ نے مومنوں کو دی ہے اور اللہ نے مومنوں میں سے خلیفہ بننے والوں کی علامتیں بتا دی ہیں۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مانگنے کے لیے آئے گا اور بے حیائی کے راستے پر گامزن نہیں ہوگا اور مکر و فریب کی پٹیاں صراحت کی کلائی پر نہیں باندھے گا اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس دلیل کو قبول کرلے اور حیلے بہانے اور جھوٹی باتیں چھوڑ دے اور صالحین کا طریق اختیار کرے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی یہی نصیحت ہم منکرین خلافت احمدیہ کے نام کرتے ہیں کہ حیلے بہانے اور جھوٹی باتیں چھوڑ دیں اور صالحین کا طریق اختیار کریں۔

وَ اِنْ کُنْتَ قَدْ سَاءَ تْکَ اَمْرُ خِلَافِتِیْ
فَسَلْ مُرْسِلِیْ مَا سَاءَ قَلْبَکَ وَاحْصُرُ

(اعجاز احمدی)

ایک دفعہ جماعت کا ایک وفد شیعوں کے ساتھ مباحثہ کی غرض سے جانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بغرض دعا حاضر ہوا، حضورؓ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق کی نشانی ہے وَ ھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا جسے نہ پا سکے۔ ہم تو نہیں مانتے کہ مولیٰ مرتضیٰ کو خلافت کی خواہش تھی لیکن اگر تھی تو انہوں نے بقول شیعوں کے وہ خواہش کی جو پوری نہ ہوئی۔ اور ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی خواہش کی لیکن اگر شیعوں کے نزدیک انہوں نے خواہش کی اور ان کی وہ خواہش پوری ہوگئی اور ھَمُّوْا بِمَا نَالُوْا ہوگئے، پس وہ منافق نہیں ہو سکتے کیونکہ جو انہوں نے چاہا اُن کو مل گیا اور منافق تو وَ ھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ہوتے ہیں۔''

(الفضل 25 / فروری 1914ء صفحہ 16 کالم 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا یہ معنی خیز نکتہ خلافت احمدیت اور اس کے منکرین پر بھی بعینہٖ چسپاں ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ حضورؓ منکرین خلافت و مومنین خلافت کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ میں جس گروہ کا ذکر ہے وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں، نہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں، نہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانے میں، غرض کبھی مظفر و منصور نہیں ہوا۔ مگر دوسرا فریق سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (البقرہ: 286) کہنے والا مظفر و منصور رہا۔''

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 223۔ تفسیر سورۃ نور آیت 53)

اللہ تعالیٰ نے جو وعدے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیے تھے وہ آپؑ کے بعد خلافت کے ذریعے پورے کیے اور خلافت کے ہی سائے میں سلسلہ احمدیہ کو ترقی سے نوازا۔ وہ سارے کام جن کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی، اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعے ان بنیادوں پر عالی شان عمارات تعمیر کیں۔ حیرت ہے منکرین خلافت ان ترقیات و برکات کو دیکھ کر بھی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں صلح کے پیغام دیتے ہیں یا اصلاح پسندی کے دعوے کرتے ہیں۔ خود تو قرآنی فرمان ضَلُّوْا کا مصداق ہوتے ہیں پھر آگے خلافت اور نظام جماعت کے خلاف خفیہ ٹریکٹس اور پمفلٹس (کاغذوں کے گھوڑے) تقسیم کر کے وَ أَضَلُّوْا کَثِیْرًا کا مصداق بننا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ''فتح اسلام'' میں اپنے قائم کردہ سلسلہ کی پنج شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے اِسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 19)

پس خلافت احمدیہ کے ذریعے حاصل ہونے والی ترقیات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ یہ قدم اُسی راہ پر ہے جس پر کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار

اب خدائے عزیز و حکیم نے قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے ذریعے اپنی رحمت کا دروازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر کھول دیا ہے اب کوئی نہیں جو اس دروازہ کو بند کر سکے، مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا (فاطر: 3) اب تو یہ دائمی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا، انشاء اللہ۔ اس سچائی کے ظاہر ہو جانے کے بعد جو کوئی اس کے مقابل پر آنے کی کوشش کرتا ہے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان مثالوں کا مصداق بن جاتا ہے:

''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے، سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر اُس کی رِیس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 243)

''جب تک کوئی سچی بات نہ ہو تب تک جھوٹی بات نہیں بنائی جاتی۔ مثلاً اگر دنیا میں سچا اور اصل سونا نہ ہوتا تو کیمیا گر کبھی جھوٹا سونا نہ بناتا۔ اگر سچے ہیرے اور موتی کانوں سے نہ نکلتے تو جھوٹے ہیرے اور موتی بنانے کا خیال کسی کو نہ پیدا ہوتا۔ اِن جھوٹوں کا ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ سچے ضرور ہیں۔''

(ذکر حبیبؑ از حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ صفحہ 283)

''جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اور ایک وادی کو پُر کرتی ہے اور زور سے چلنا چاہتی ہے تو یہ قانون قدرت ہے کہ اس پر ایک قسم کی جھاگ آ جاتی ہے، وہ جھاگ بظاہر ایک غلبہ اور فوقیت رکھتی ہے کہ پانی اس کے نیچے اور وہ اوپر ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس قدر بڑھتی ہے کہ پانی کے اوپر کی سطح کو ڈھانک لیتی ہے لیکن بہت جلد نابود کی جاتی ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی چیز ہے، باقی رہ جاتی ہے۔'' (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 123,124۔ نیو ایڈیشن)

حضرت اقدس علیہ السلام کی ان مثالوں پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کو تاریخ نے مشاہدہ کیا ہے اور آئندہ بھی کرتی چلی جائے گی۔

قدرت ثانیہ کے مظہر خامس امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے آغاز خلافت میں جماعت کو ایک مرتبہ پھر اسی قدرت ثانیہ کے ساتھ وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا .... دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہیں، اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں....''

(الفضل 23,30 مئی 2003ء صفحہ 1)

خلفائے احمدیت کی دعائیں تسکین کا ذریعہ ہیں

''...... جماعت احمدیہ کے خلفاء بھی اپنے لئے اتنی دعائیں نہیں کرتے (یا نہیں کرتے رہے) جتنی دعائیں وہ احمدی بھائیوں کے لئے کرتے ہیں اور کرتے رہیں ہیں اور اس امید اور یقین سے دعا کرتے اور کرتے رہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں مومنوں کے دلوں میں تسکین پیدا کرے گا۔ پھر ہمارا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری حقیر دعاؤں کے نتیجہ میں واقعہ میں مومنوں کے دلوں میں تسکین پیدا ہو جاتی ہے......''

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 25 فروری 1966ء از خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 165)

بقیہ رپورٹ دورۂ ڈنمارک از صفحہ نمبر 20

الصلوۃ والسلام نے ڈالی ہیں انہیں ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا اپنی حالتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا شعور ابتدا سے ہی پیدا ہو جائے؟ کیا ہمارے اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہمارے بچوں کے لئے نمونہ ہیں؟ کیا ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہے؟ یہ باتیں ہر ایک اپنے جائزے لے کر خود بہتر طور پر جان سکتا ہے۔ ان باتوں کی گہرائی جاننے اور اپنے جائزوں کے بہتر معیار مقرر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کرتے ہوئے افراد جماعت کو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنے دنیاوی کاموں کو اپنی عبادت پر قربان کرتے ہیں یا اس کے الٹ ہے کہ ہماری عبادتیں ہمارے دنیاوی کاموں پر قربان ہو رہی ہیں؟ ایسے بھی ہیں جو اگر وقت پر نماز پڑھ بھی لیں تو گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے معاملات میں احسان کا سلوک کرو لیکن بہت سے ایسے ہیں جو احسان کا سلوک تو ایک طرف رہا دوسرے کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ایسے بھی ہیں جو دنیا کا نقصان تو برداشت نہیں کرتے لیکن دین کا نقصان ہو رہا ہو تو برداشت کر لیتے ہیں۔ کتنے ہی ہم میں سے ایسے ہیں جو جذبات پر کنٹرول نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر بھڑک جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس ہم نے ان زندوں میں شامل ہونے کے لئے بیعت کی ہے اس لئے اس کا حق ادا کرنے کے لئے آپ کی باتوں پر ہمیں توجہ دینی ہوگی تا کہ زندوں کی قوم میں شامل ہو سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات کے حوالہ سے فرمایا کہ ہدایت مجاہدہ اور تقویٰ پر منحصر ہے۔ جب تک تقویٰ پیدا نہ ہو، جب تک انسان کوشش نہ کرے، جب تک اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار نہ ہو، اُس وقت تک حقیقی ہدایت نہیں پا سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دل کو ہر لحاظ سے پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کہیں بھی دل کے اندر اندھیرا نہ ہو۔ کہیں بھی کسی قسم کے شرک کا پہلو نہ ہو۔ کہیں بھی کسی قسم کی بدعت کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو پھر عبادتیں عبادتیں نہیں رہتیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول نہیں کرتا۔ فرمایا ’’اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک اور صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔‘‘ اور جب دل پاک ہو جاتا ہے،

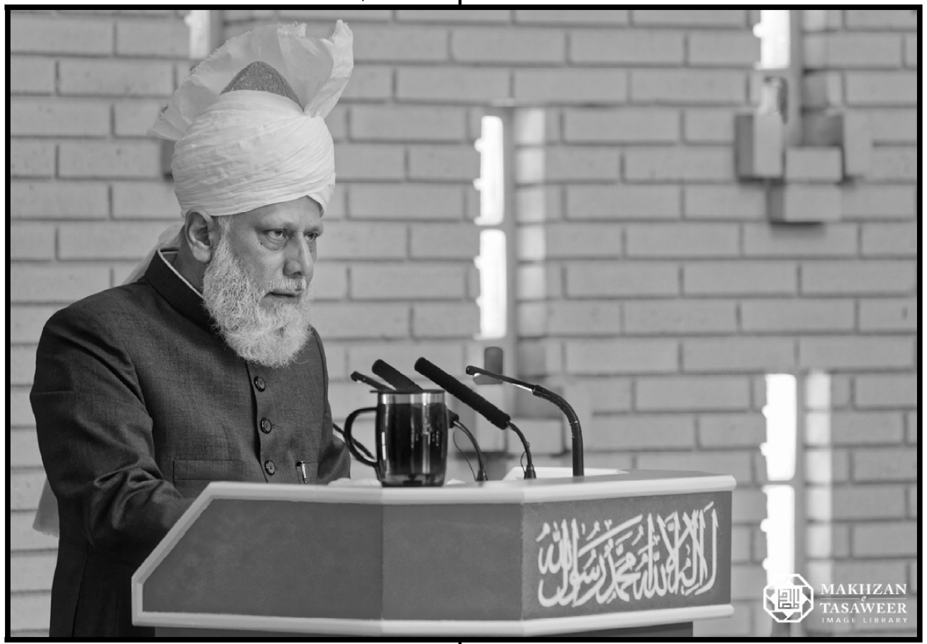

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان سب کچھ کر رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی ہر قسم کی پرورش اس کی ضروریات کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس ایک حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنا ہوگا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، بہت لمبی لمبی دعائیں کیں، بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں اپنے دلوں کو ٹٹولیں، جائزے لیں کہ کہیں کوئی مخفی شرک تو نہیں۔ کسی قسم کی بدعات میں تو ملوث نہیں۔ یا اور ایسی باتیں تو نہیں ہو رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ جماعت کے قیام اور بیعت کی غرض یہ تھی کہ ہم اسلام کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ یہ عہد ہم آج بھی کرتے ہیں لیکن عہدیداروں میں سے بھی ایسے بھی ہیں جو عُہدوں کی خواہش رکھتے ہیں کہ شاید محدود طور پر ہی کچھ نہ کچھ جاہ و حشمت کا وہاں سے اظہار ہو جاتا ہے۔ اگر عہدے ملتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور پہلے سے بڑھ کر دین کی خدمت کا جذبہ ان میں پیدا ہو، اس طرف توجہ نہیں ہوتی اور صرف اپنے عُہدوں کا زعم ہوتا ہے۔ پس عہدیداروں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے اخلاق کے بہتر ہونے، نیکیوں پر قائم ہونے اور برائیوں کو ترک کرنے کی طرف بھی حضور علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے خاص طور پر توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ جو شخص اپنے ہمسائے کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کی طرف بھی توجہ دلائی کہ

’’ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو۔‘‘ اور یہ کہ ’’تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اس کی حفاظت کے سائے میں آ جاؤ۔‘‘

[حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن اسی شمارہ کے صفحہ 5 تا 9 کی زینت ہے۔]

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا ڈینش زبان میں یہاں مقامی طور پر براہ راست ترجمہ کیا گیا۔

یہ خطبہ جمعہ تین بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 28 فیملیز اور خاندانوں کے 91 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ہر فیملی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز درج ذیل علاقوں سے آئی تھیں۔

Albertslund, Copenhagen, Hvidovre, Broendby, North Sealand, Amager, Jutland.

اس کے علاوہ ناروے سے آنے والے احباب نے بھی شرف ملاقات پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں بھی کوریج ہو رہی ہے۔

ڈنمارک کے نیشنل T.V چینل DR نے اپنی 6 مئی 2016ء کی شام نو بجے کی خبروں میں جماعت کے حوالے سے خبر نشر کی۔ خبر میں بتایا گیا کہ آج سے ٹھیک پچاس سال قبل 6 مئی 1966ء کو ڈنمارک کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس وقت کی Video کی جھلکیاں بھی دکھائی گئیں جس میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کو سنگ بنیاد رکھتے ہوئے دکھایا گیا۔

خبر میں بتایا گیا کہ آج مسجد نصرت جہاں میں یہ دن منایا جا رہا ہے۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے دکھایا گیا۔ یہ T.V چینل پورے ملک میں دیکھا جاتا ہے۔ اس نیشنل T.V چینل کے اس پروگرام کو دیکھنے والوں کی تعداد ساڑھے چار لاکھ ہے۔

ڈنمارک کے T.V-2 پر مسجد نصرت جہاں سے Live دو منٹ کی نشریات ہوئیں۔ اس میں مسجد کے حوالے سے سوالات کئے گئے جس کے جواب میں انہیں بتایا گیا کہ یہ مسجد پچاس سال سے یہاں قائم ہے اور معاشرہ میں امن پھیلانے کا موجب رہی ہے۔ ہمسایوں کے حوالہ سے بتایا گیا کہ ہمیشہ پیار اور محبت کا تعلق سب کے ساتھ رہا ہے اور رواداری کے ساتھ یہ سارا عرصہ گزرا ہے۔ مزید یہ بتایا گیا کہ آج اسی حوالہ سے ہماری جماعت کے خلیفہ نے یہاں سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ہے جس میں ہمارے خلیفہ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمام احمدی سب کے لئے نمونہ بن کر رہیں اور دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ آخر پر جرنلسٹ نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کے خیال میں یہ مسجد آج سے پچاس سال بعد بھی قائم رہے گی جس پر انٹرویو دینے والے نوجوان نے جواب دیا کہ انشاء اللہ یہاں سو سال بعد بھی مسجد موجود ہوگی۔

اس T.V چینل کو دیکھنے والوں کی تعداد 2 ملین ہے۔

مسجد کے علاقہ کے لوکل اخبار ’’Hvidovre Avis‘‘ کا نمائندہ جمعہ کے موقع پر مسجد نصرت جہاں آیا۔ اس نے اس موقع کی تصاویر لیں اور خطبہ جمعہ کے نوٹس بھی لئے۔ اس اخبار کی اشاعت ہفتہ وار پچاس ہزار کی تعداد میں ہوتی ہے۔ اس لئے اگلے ہفتہ کے شمارہ میں انشاء اللہ جماعت کے حوالہ سے خبر نشر ہو جائے گی۔

..................................(باقی آئندہ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر192)

سال 2015ء اور احمدیوں پر مظالم

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکزی دفتر نظارت امورِ عامہ نے سال 2015ء کے اختتام پر پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کے اکثر مندرجات ہماری گزشتہ رپورٹس میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایک خلاصہ کے طور پر کچھ اعداد و شمار قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

جماعت احمدیہ کے مؤقف کی اشاعت

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں جھوٹی خبریں اتنی کثیر تعداد میں شائع کی جاتی ہیں کہ ہر جھوٹ کی تردید بھجوانی ممکن نہیں رہتی۔ ان جھوٹی خبروں کی اصل تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ تاہم بعض بے بنیاد الزامات کی تردید اور اہم واقعات کی اشاعت کے لئے اخبارات کو جماعت احمدیہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے۔ پریس ریلیز جاری کی جاتی ہے جسے پاکستان کے نمایاں اخبارات کو بھجوایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صحافیوں اور مدیروں سے رابطہ کر کے انہیں براہِ راست بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مذہبی تعصب اور مولویوں کے خوف کی وجہ سے اخبارات ترجمان جماعت احمدیہ کے بیان کو عمومًا شائع نہیں کرتے اور اگر بادلِ ناخواستہ شائع بھی کریں تو مناسب حال جگہ نہیں دیتے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ کے خلاف بڑی تعداد میں مواد شائع کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض مواقع پر بعض اخبارات جماعت کے خلاف خصوصی اشاعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ ان مخالفانہ اور سچائی سے متصادم پروپیگنڈہ کے جواب میں حقائق کو واضح کرنے کی غرض سے مضامین محض اتمام حجت کے لئے بھجوائے جاتے رہے۔ مگر آزاد اور بے باک ہونے کے دعویدار ذرائع ابلاغ شاید ان مضامین کی اشاعت کے لئے تیار نہیں تھے۔

جماعت احمدیہ کے موقف پر مبنی اشتہار کی اشاعت سے انکار

سال 2015ء میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد ہوا۔ پاکستان میں جداگانہ طرز انتخاب کو خیر باد کہتے ہوئے بظاہر مخلوط طرز انتخاب کا اعلان کیا جا چکا ہے لیکن اس طرز انتخاب کی روح آئینِ پاکستان کے منشاء اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بیان کردہ روشن اصولوں کی صریحًا خلاف ورزی کر رہی ہے۔ محض مذہبی بنیادوں پر تعصب کا اظہار کرتے ہوئے احمدیوں کو مشترکہ سیاسی دھارے سے علیحدہ کرنے کی سوچی سمجھی سکیم کے مطابق ایسا طریق اختیار کیا گیا کہ احمدیوں کے لئے ان انتخابات میں حصہ لینا ممکن نہیں رہا۔ گزشتہ کئی انتخابات میں رائے دہندگان کی جو فہرست ترتیب دی جا رہی ہے اس میں ایک دفعہ پھر امتیازی سلوک کرتے ہوئے محض تعصب کے تحت احمدیوں کے لئے الگ فہرست مرتب کی گئی۔ اس وقت عملی طور پر یہ صورتحال ہے کہ آئینِ پاکستان کی تعریف کے مطابق مسلمان کہلائے جانے والے لوگ، مسیحی، ہندو، سکھ، پارسی، یہودی اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے پاکستانی تو ایک فہرست میں اکٹھے ہیں جبکہ صرف احمدیوں کے لئے الگ فہرست بنائی گئی ہے۔ اس صورتحال میں پاکستان کے احمدیوں کے لئے ممکن نہیں رہا کہ وہ انتخابات میں حق رائے دہی استعمال کر سکیں۔

جماعت احمدیہ نے اپنا احتجاج ریکارڈ کرانے کی خاطر ایک اشتہار اردو اور انگریزی اخبارات کو بغرضِ اشاعت ارسال کیا۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اخبارات نے اس اشتہار کو قیمتًا بھی شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ انگریزی کے اخبارات جو وقتًا فوقتًا احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے خبریں اور مضامین شائع کرتے رہے ہیں انہوں نے بھی اشتہار شائع کرنے سے معذرت کر لی۔ جبکہ ماضی میں انتخابات کے موقع پر اسی مضمون کا اشتہار اردو اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوتا رہا ہے۔

اگرچہ پاکستان میں میڈیا کی آزادی کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس آزادی کی جڑیں ابھی اس قدر مضبوط نہیں ہوئیں کہ مذہبی انتہا پسندوں کا دباؤ برداشت کرتے ہوئے سچ کی اشاعت کر سکیں۔

انسانی حقوق کے علمبردار صحافی

اس رپورٹ میں اخبارات اور کارپردازانِ صحافت کے منفی رویوں کو آپ ملاحظہ کر چکے، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ پاکستان کے صحافیوں اور دانشوروں کی ایک قابلِ ذکر تعداد پاکستانی احمدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے ناروا سلوک پر اگرچہ نرم طریق پر ہی سہی لیکن آواز بلند کرتی رہی ہے۔ اور سرِ دست یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ آوازیں نفرت اور تعصب کے بلند و نعروں کے مقابل دب سی جاتی ہیں۔ ایسے رپورٹر بھی ذرائع ابلاغ میں کام کر رہے ہیں جنہیں احمدیوں کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کو اخبارات میں رپورٹ کرنے پر دھمکیاں بھی دی گئیں لیکن انہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی کو مقدم جانا۔

اسی طرح ایسے کالم نگاروں کی بھی کمی نہیں جو محض اصولوں کی بنیاد پر احمدیوں کے لئے پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق کی بحالی کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ پاکستان میں امتیازی اور متعصّبانہ سلوک مسلسل جاری ہے اور وہ پاکستان کی ریاست اور عوام کو توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ تمام پاکستانیوں کے یکساں حقوق کو یقینی بنائے جانے میں ہم سب کی فلاح ہے۔ ہم ایسے تمام کالم نگاروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ خوف و جبر کے اس ماحول میں بھی وہ اپنا فرض ادا کیے جا رہے ہیں۔

سال 2015ء، ایک طائرانہ نظر

☆ سانحہ جہلم: ایک بپھرے ہوئے ہجوم نے جہلم میں احمدیوں کی ملکیتی ایک فیکٹری کو آگ لگا دی اور ایک مسجد پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب کچھ پولیس کی موجودگی میں ہوا۔ علاقہ کے تمام احمدیوں کو اپنی جان بچانے کے لئے فوری طور پر علاقہ چھوڑنا پڑا۔

☆ حکومتِ پنجاب نے متحدہ علماء بورڈ کی سفارشات پر اندھا دھند عمل کرتے ہوئے احمدیوں کی نوّے سے زائد کتب و رسائل کی اشاعت و ترویج پر پابندی عائد کر دی۔ ان کتب میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تصانیف شامل ہیں۔

☆ ربوہ میں قائم واحد بکڈپو پر انتظامیہ کے کارندوں نے چھاپہ مار کر اس کے معمّر مالک کو گرفتار کر لیا۔ انسدادِ دہشت گردی کی عدالت نے ان پر دِنوں میں مقدمہ چلا کر آٹھ سال قید اور جرمانہ کی سزا سنا دی۔

☆ سال کے دوران ایک احمدیہ مسجد کو منہدم اور دو کو سِیل کر دیا گیا۔ جبکہ ایک مسجد کے میناروں وغیرہ کو منہدم کیا گیا اور ایک مسجد پر عارضی طور پر قبضہ کر کے اس میں موجود ساز و سامان کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔

☆ دو احمدی مسلمانوں کو ان کے عقیدہ کی پاداش میں شہید کر دیا گیا۔ ایک احمدی کی شہادت پر 'دولتِ اسلامیہ' نامی تنظیم کی جانب سے انٹرنیٹ پر باقاعدہ پریس ریلیز جاری کی گئی۔

☆ ایک احمدی پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کو 30/ مارچ 2015ء کے روز لاہور سے ایک جھوٹے طور پر قائم کئے جانے والے مقدمہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی ضمانت لینے سے کسی بھی عدالت حتّٰی کہ سپریم کورٹ نے بھی انکار کر دیا۔ جبکہ ان پر لگایا جانے والا الزام ابھی تک ثابت نہیں ہو سکا۔

☆ ضلع شیخوپورہ سے تعلق رکھنے والے تین احمدی جنہیں 18/ جولائی 2014ء کو گرفتار کیا گیا تھا سارا سال بدستور زیرِ حراست رہے۔ ان کے ایک ساتھی کو پولیس کی حراست کے دوران، پولیس اسٹیشن کے اندر ایک شرّ پسند نے گولیاں مار کر شہید کر دیا تھا۔

☆ سانحہ آرمی پبلک ہائی اسکول پشاور کے بعد لاگو کیے جانے والے نیشنل ایکشن پلان کے باوجود اس سال بھی ربوہ شہر میں جہاں کی پچانوے فیصد سے زائد آبادی بلاشبہ احمدیوں پر مشتمل ہے مخالفینِ احمدیت کو احمدیت کے خلاف کانفرنسز کرنے کی کھلم کھلا اجازت دی جاتی رہی۔ ان کانفرنسز میں احمدیوں کے خلاف جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا گیا، احمدی عمائدین اور بزرگان کو گالیاں دی گئیں اور احمدیوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی رہی۔

☆ پاکستان میں صرف ربوہ میں ہی اینٹی احمدیہ کانفرنسز کا انعقاد نہیں کیا جاتا رہا۔ ربوہ کے علاوہ چیچہ وطنی، نارووال، قصور، لاہور، ٹوبہ ٹیک سنگھ، حافظ آباد، فیصل آباد، جھنگ، ننکانہ صاحب و دیگر شہروں میں بھی یہ کانفرنسز کی گئیں اور لوگوں کو احمدیوں کے خلاف جھوٹی باتیں بیان کر کے اور غلط انداز سے مذہبی غیرت دلا کر احمدیوں کے خلاف اکسایا جاتا رہا۔ انہیں احمدیوں سے مکمل سوشل بائیکاٹ کرنے اور انہیں قتل تک کر دینے کی تحریص دلائی جاتی رہی۔

☆ ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں میں احمدیہ مسجد کے ایک جانب حفاظتی دیوار تعمیر کرنے پر چھ احمدیوں کو زیرِ حراست لے لیا گیا۔ موقعہ پر بیس کے قریب بریلوی شدّت پسند موٹر سائیکل سوار دندناتے ہوئے آئے اور انہوں نے شدید ہوائی فائرنگ کرنے کے بعد اس نَو تعمیر شدہ حفاظتی دیوار کو تسلّی کے ساتھ گرایا اور فرار ہو گئے۔

☆ ایک احمدی کو امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے تحت ایک مجسٹریٹ نے ایک سال قید اور بیس ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

☆ بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ میں ایک احمدی لقمان شہزاد کو شہید کر دیا گیا۔ ان کے قاتل نے گرفتاری کے بعد اپنے اقراری بیان میں ایک احمدی مختار احمد کے خلاف اس کارروائی کے لئے اسلحہ مہیا کرنے کا الزام لگا دیا جو بعد میں سراسر جھوٹ ثابت ہوا۔ پولیس نے مختار احمد کو زیرِ حراست لے لیا اور سراسر اس جھوٹے الزام کی بنیاد پر انہیں نامعلوم مقام پر منتقل کر کے بہیمانہ تشدّد کا نشانہ بنایا۔

☆ کوئٹہ میں جماعتِ احمدیہ کی مسجد کے پاس رہنے والے ایک احمدی کو پولیس نے بغیر کسی وجہ کے زیرِ حراست لے لیا۔ اور کچھ دیر بعد ایک بیان حلفی دینے کے بعد انہیں جانے دیا۔ یاد رہے کہ کوئٹہ میں احمدیہ مسجد کو 1986ء میں سِیل کیا گیا تھا جو کہ بدستور سِیل ہی ہے۔

☆ گوجرانوالہ میں احمدیوں کے خلاف ایک قائم کیے جانے والے ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران مخالفین بیس پچیس شرّ پسند ملّاں کی ٹولی کمرۂ عدالت میں لے آئے۔ گواہ کے بیان کو اپنے خلاف جاتے ہوئے پایا تو انہوں نے خاتون جج کی عدالت میں 'پکڑو اور مارو' کا شور مچانا شروع کر دیا۔ وہاں پر موجود 'وکلاء' بھی ملّاں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس پر مقدمہ کی کارروائی کو روکنا پڑا اور اگلی تاریخ دی گئی۔ فاضلہ جج نے توہینِ عدالت کرنے والے ان شرّ پسندوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنا مناسب نہ سمجھا۔

☆ بظاہر لبرل ہونے کا دعوٰی کرنے والی سیاسی پارٹی پاکستان تحریکِ انصاف سے تعلق رکھنے والے صوبہ خیبر پختونخواہ اسمبلی کے سپیکر نے ایک اینٹی احمدیہ کانفرنس میں یہ اعلان کیا کہ کے پی کے (KPK) حکومت ختمِ نبوّت کے موضوع کو جلد سکول کے نصاب میں شامل کرے گی۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے لائق ہے کہ ختمِ نبوّت کے عقیدہ سے مراد اس عقیدہ کی وہ تعریف ہے جس کو یہ لوگ مانتے ہیں۔ وگرنہ جماعتِ احمدیہ ختمِ نبوّت کے عقیدہ پر قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے مطالب کی روشنی میں دل و جان سے ایمان رکھتی ہے۔ اور آج بلاشبہ جماعتِ احمدیہ سے بہتر اور عمدہ طور پر کوئی بھی اس عقیدہ پر ایمان لانے والا نہیں۔

☆ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت پشاور کی جانب سے ایک پمفلٹ نکالا گیا جس میں واضح طور پر لکھا تھا کہ احمدیوں کو کھلے عام گولی مارنا جہاد کا کام ہے۔

☆ لاہور میں بھی احمدیوں کے خلاف سرگرمیاں جاری رہیں۔ ملّاں کھلے عام نفرت کا بیوپار کرتے رہے۔

☆ پنجاب اسمبلی میں ایک ریزولیشن پاس کیا گیا جس میں لندن میں مقیم پاکستان کے سابق ہائی کمشنر واجد شمس الحسن کے ایک بیان کی تردید کی گئی۔ انہوں نے اس بیان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کو ذوالفقار علی بھٹو کی ایک غلطی قرار دیا تھا۔

☆ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں حصہ لینے والے ایک امیدوار نے اپنے پمفلٹ میں یہ لکھوایا کہ قادیانی حضرات انہیں ووٹ دینے کی زحمت نہ کریں۔

☆ حکومتی تنخواہ دار ایک ملّاں زاہد قاسمی نے یہ بیان دیا کہ قادیانی ایک بہت بڑا فتنہ ہیں۔ امتِ مسلمہ کو اس کی سرکوبی کے لئے متحد ہونا چاہئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2012ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اتباع سنت نبویؐ کے حوالہ سے چند پاکیزہ روایات بیان کی گئی ہیں۔

سورۃالنور میں درج آیت استخلاف کے سیاق وسباق کے مطالعہ سے اطاعت رسولؐ کی بہت بھاری تلقین ہمیں ملتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ہی فلاح اور نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ پہلی آیت میں فرمایا اگر تم اس رسولؐ کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤگے اور دوسری آیت میں فرمایا کہ رسولؐ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور آیت استخلاف کو ان دونوں آیات کے درمیان لاکر یہ سمجھا دیا کہ خلافت کے قیام اور اس کے استحکام کا اطاعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس وجود کو خلافت کا تاج پہنایا وہ وجود بھی اطاعت رسولؐ میں سرشار تھا۔ سیدنا حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ (جو ابن ابی قحافہ کی کنیت رکھتے تھے) کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ کام کرے جو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا ابن ابی قحافہ کی کیا حیثیت کہ وہ کام نہ کرے جس کے کرنے کا ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملنے والی بشارت کے مطابق آخری زمانہ میں ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے منہاج نبوت پر خلافت کو قائم فرمایا تو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اُس کی پیاری جماعت میں جس وجود کو ’’خلیفۃ المسیح الاول‘‘ کے درجے سے سرفراز فرمایا وہ وجود بھی عشق الٰہی، عشق رسولؐ اور عشق مسیح محمدیؐ میں فنا تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ کی سیرت کے درخشاں ابواب بھی اطاعتِ الٰہی، اطاعتِ رسولؐ اور اطاعتِ مسیح موعودؑ ہیں۔ یہ آپؓ کی کامل اطاعت، فرمانبرداری اور تابعداری تھی جسے پسند کرتے ہوئے خدائے بزرگ وبرتر نے آپؓ کو مُطیع سے مُطاع بنادیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی۔ اس عشق ومحبت میں کبھی آپ ان الفاظ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہیں: ’’قربانت شَوم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔ اور کبھی ان الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں: ’’بِأَبِی أَنْتَ وَ أُمِّی یَا رَسُولَ اللّٰہ! رُوْحِی فِدَاکَ‘‘۔

یہ عشق رسولؐ کا ہی نتیجہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع اور پیروی ہر لحظہ آپ کے پیش نظر رہتی۔ آپؓ خود فرماتے ہیں: ’’مجھے رسومات اور بدعات سے نفرت ہے اور سنّت سے محبت ہے‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اُس عظیم محسن انسانیت کے احسانوں کا بدلہ اس رنگ میں چکانا چاہتے تھے کہ رسولؐ اللہ کی سنت کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں رواج دیا جائے۔ آپ جماعت کو وعظ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک طرف جناب الٰہی ہیں، ایک طرف محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ کی دعائیں اپنے حق میں سنو، آپؐ کا چال وچلن سنو، پھر یہ کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا، اپنے تئیں جان جوکھوں میں ڈالا۔ ایسے مخلص مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اپنے دوست کی فرمانبرداری کے برابر بھی نہ کرو توکس قدر افسوس کی بات ہے۔

☆ کسی بھی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق آپ اگر سنت نبویؐ میں کوئی تعلیم پاتے تو اس کے مطابق ہی عمل کرتے۔ آپ کی اتباع سنت نبویؐ کا ہی یہ جوش تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات جاننے کے لیے عمر بھر علم حدیث سیکھنے اور سکھانے میں مصروف رہے اور اس شوق کی خاطر دور دراز کے سفر بھی اختیار کیے۔ علم حدیث سیکھنے کے لئے آپ پہلے بھوپال گئے۔ پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے جہاں نامی گرامی شیوخ الحدیث سے صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کا علم حاصل کیا۔ آپ کو کلمات طیبات سیکھنے اور یاد کرنے کا شوق تھا کہ رؤیا میں بھی آپ کی راہنمائی ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کی گئی اور آپ کو اس سے یہ تفہیم ہوئی کہ حدیث پر عمل کرنا ہی حدیثوں کو یاد کرنے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

اس حوالہ سے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

☆ 12/اگست 1905ء کو آپ کے بیٹے عبدالقیوم صاحب کی وفات ہوئی، بچے کی تدفین سے قبل آپ نے کفن سے منہ کھول کر بوسہ دیا اور آپ کی آنکھیں پُرآب ہوگئیں۔ تدفین کے بعد آپ نے فرمایا:

’’مَیں نے بچہ کا منہ اس واسطے نہیں کھولا تھا کہ مجھ کو کچھ گھبراہٹ تھی بلکہ اس واسطے کہ سنّت پوری ہو۔ آنحضرتؐ کا بیٹا ابراہیم جب فوت ہوا تھا تو آنحضرتؐ نے اس کا منہ چوما تھا اور آپؐ کے آنسو بہہ نکلے اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی مدح کی اور فرمایا کہ جدائی تو تھوڑی دیر کے لئے بھی پسند نہیں ہوتی پر ہم خدا کے فعلوں پر راضی ہیں۔ اسی سنّت کو پورا کرنے کے واسطے میں نے بھی اس کا منہ کھولا اور چوما۔ یہ خدا کا فضل ہے اور خوشی کا مقام ہے کہ کسی سنّت کے پورا کرنے کا موقعہ عطا ہو‘‘۔

☆ نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر واپس آنے کے متعلق کتب حدیث میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جب واپس گھر تشریف لاتے تو جس راستے سے مسجد میں جاتے اُس راستے کی بجائے دوسرا راستہ اختیار کرکے گھر واپس آتے۔

27/اکتوبر 1908ء کو قادیان میں عید کا دن تھا جس کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر اخبار الحکم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں: ’’نماز سے فارغ ہوکر آپ مسنون طریق پر جس راستہ سے گئے تھے اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تشریف لائے......‘‘۔

☆ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے موقع پر مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس کا ذکر روایات میں یوں آیا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے موقع پر مکّہ کی بالائی بستی ’’کداء‘‘ سے مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

جب حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی دوسری مرتبہ مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے تو اس وقت مکّہ کے قریب پہنچنے پر ایک حیرت انگیز اور محبت میں ڈوبا ہوا واقعہ پیش آیا جو اوپر ذکر کردہ سنت کو پورا کرنے کا والہانہ عملی نمونہ تھا۔ یہ عملی نمونہ آپ کے اپنے الفاظ میں درج ہے:

’’جب مکّہ معظّمہ کے قریب پہنچے تو مَیں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ حضرت نبی کریمؐ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے تھے لیکن آدمیوں کی باربرداریاں اور سواریاں اس راستہ نہیں جاتی تھیں، اس واسطے میں ذی طوی سے ذرا آگے بڑھ کر اونٹ سے کود پڑا اور کداء کے راستہ سے مکہ میں داخل ہوا۔ مجھے افسوس ہوا کہ اس رستہ سے بہت ہی تھوڑے لوگ گئے حالانکہ کوئی حرج نہ تھا، صرف ہمت، قوت اور معلومات کافی تھی‘‘۔

☆ حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوشعیب نامی ایک انصاری صحابی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ افراد کو ایک دعوت پر مدعو کیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مدعو ساتھیوں کے ساتھ تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں ایک شخص آپؐ کے ساتھ ہولیا۔ آپؐ نے وہاں پہنچ کر دعوت کرنے والے صحابی سے فرمایا کہ یہ شخص مدعو نہیں، ہمارے ساتھ آگیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اور اگر تم چاہو کہ یہ لَوٹ جائے تو یہ لَوٹ جائے گا۔ اس پر دعوت کرنے والے نے کہا کہ نہیں، بلکہ میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔

جون 1912ء میں لاہور کے ایک احمدی دوست جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور چند دیگر مخصوص احباب کو لاہور مدعو کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول 15 جون 1912ء کو لاہور روانہ ہوئے، روانگی سے قبل حضور نے اپنے ساتھ مدعو احباب کے علاوہ دیگر افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے وَاِلَّا میں وہاں پہنچ کر اپنے سید ومولیٰ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کروں گا کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے‘‘۔

☆ مَردوں کے علاوہ عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی آپ خواتین میں درس دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے درس کے دوران فرمایا:

’’مَیں تم سے کسی لفظ کے معنی پوچھتا ہوں تو یہ مت سمجھو ہماری ہتک ہوتی ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عادت تھی، صحابہ کرام سے کبھی خوب سمجھانے کے لئے کچھ پوچھا کرتے‘‘۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اتباع سنت نبویؐ کا رنگ دن رات، صبح وشام آپ کی زندگی میں عیاں تھا۔ حضرت استانی سکینۃ النساء بیگم صاحبہ زوجہ حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ اپنے ایک مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے متعلق اپنا یہ مشاہدہ بیان کرتی ہیں کہ: ’’مختصر بات یہ کہ ان کے قول فعل، اُٹھنے بیٹھنے، سونے، کھانے پینے سے شان رسولؐ یاد آتی ہے۔ عادات حضور کی صحابہ کرام سے ملتی ہیں۔ اگر واقف حدیث انسان حضور کی طرز زندگی دیکھے تو عجیب لطف وسرور سے بھرپور ہوجاوے‘‘۔

☆ دراصل حضورؓ کی فطرت میں یہ بات داخل تھی کہ جو آپؓ کے بتائے ہوئے کاموں کی ادائیگی کرتا طبعاً آپؓ اس کے لئے اپنے دل میں محبت اور میلان کی کیفیت پاتے، چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

’’محبت کا اصول یہ ہے کہ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا۔ میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسی کو بتاؤں اور وہ نہ کرے تو میری اس کے ساتھ محبت نہیں رہ سکتی۔ خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔‘‘

دوسروں سے محبت کرنے کا معیار آپ کے دل میں یہ ہو کہ اگر وہ آپ کا بتایا ہوا کام نہ کریں تو آپ کی ان کے ساتھ محبت نہ رہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس ذات بابرکت کی محبت کے آپ خواہاں ہو بلکہ جس کی محبت ہی آپ کی زندگی کا مطمح نظر ہو، اُس کی بتائی ہوئی راہوں پر آپ عمل پیرا نہ ہوں۔

پس آپ نے اپنے عمل سے ساری زندگی اس کا ثبوت دیا اور جو عہد آپ نے باندھا اُسے پورا کر دکھایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی قمیص پہنائی تو اب آپ بھی اپنی جماعت میں اطاعت وفرمانبرداری کا وہی معیار دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ’’ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے کہ جو بھلی بات کہو گے مان لیں گے، ہم نے تمہیں کئی بھلی باتیں بتائیں، ان پر عمل چاہیے۔‘‘

☆ حضورؓ افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’کسی قوم کے لیڈر نے اپنی اُمت کے واسطے ایسی نیکیوں کا سامان نہیں کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بڑا بڑا جوش آتا ہے کہ آپ کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو استخارہ کرنا سکھایا ہے، یہ کتنا بڑا اکرم اور غریب نوازی ہے۔ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہ سکھلایا ہے جس سے تمام مصیبتوں کے پہاڑ اُڑ جاتے ہیں۔ ہر نصیحت کے وقت شکر کرنا سکھلایا ہے۔ کتاب وہ دی ہے کہ کسی کی طاقت نہیں کہ ایسی کتاب پیش کر سکے۔ کتنے بڑے احسان ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کریں۔‘‘

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2012ء میں مکرم ثاقب زیروی صاحب کا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں منظوم کلام شامل اشاعت ہے۔ یہ مختصر نظم ہدیۂ قارئین ہے:

قابل صد ناز ہے ثاقب یہ بھیرے کی زمیں
جس میں چمکا نُورِ دیں سا بے بہا رنگیں نگیں
جس نے سنتے ہی مسیحِ وقت کی آواز کو
جان بھی سونپی خدائے پاک کے ہمراز کو
وہ جو بولے تو زباں سے گوہرِ حکمت جھڑیں
تشنۂ علم و ہدیٰ دامن اُمیدوں کے بھریں
نخبۃ الابرار ، وہ علم و فصاحت کی زباں
زبدۃ الاخیار ، وہ صبر و قناعت کی دُکاں
وہ ذکی الذہن یکتائے زمانہ اور متیں
دین کے خدّام کا سردار اور یکتا اَمیں
جس نے ہر طالب کے دل میں نورِ قرآں بھر دیا
دین کو تھا جس نے دُنیا پر مقدّم کر دیا
جو مسیحِ وقت پر سَو جان سے قربان تھا
دین کی خدمت ہی جس کا دین اور ایمان تھا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 27, 2016 – June 2, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 27, 2016

00:00	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran: Lesson no. 15.
01:20	Reception In Beverly Hills: Rec. May 11, 2013.
02:40	Spanish Service
03:15	Pushto Muzakarah
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 140-154 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Rec. March 22, 1995.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 91.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 16.
07:00	Huzoor's (aba) Khilafat Day Message: Recorded on May 27, 2014.
07:20	Adabi Nashist: Poetical sitting about the blessings of Khilafat
08:35	Kuch Yaadain Kuch Baatain: Memories about Khilafat-e-Ahmadiyya on Khilafat day.
10:00	Indonesian Service
11:00	Rahenege Khilafat Se Wabasta Hum: The blessings of Khilafat.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Al-Maryam, verses 56-99.
13:55	Khilafat-e-Haqqa Islamiyyah
14:30	Live Shotter Shondhane
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Khilafat Amn Ilam Ki Zamant
18:00	World News
18:20	Huzoor's (aba) Khilafat Day Message [R]
18:40	Qaideen Forum Khilafat Speech: Speech by Abid Khan about Khilafat.
19:30	Live Arabic Yaum-ul-Khilafah: Live Arabic programme on the occasion of Khilafat day.
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Speech By Private Secretary

Saturday May 28, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Explaining Hadith About Khilafat: Hadith of the Holy Prophet Muhammad (saw) on Khilafat.
00:55	Huzoor's (aba) Khilafat Day Message
02:10	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2016.
03:20	Speech By Naseer A. Anjum
04:05	True Concept Of Khilafat
04:40	Khilafat-e-Haqqa Islamiyah
05:20	Tareekh Khilafat-e-Ahmadiyya: Explaining Khilafat-e-Oola and Khilafat-e-Sania.
06:00	Tilawat: Surah Ar-Rehmaan, verses 31-55 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:05	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 06, 2015.
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: Khilafat Day Special
09:05	Question & Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah An-Nisa, verses 1-11.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Live Shotter Shondane
16:05	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 193.
20:25	International Jama'at news
22:55	Rah-e-Huda [R]
22:25	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday May 29, 2016

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana Germany Address
02:45	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2016.
03:55	Shotter Shondane: Recorded on May 28, 2016.
06:00	Tilawat
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 16.
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on November 10, 2012.
08:00	Faith Matters: Programme no. 193.
08:55	Question And Answer Session:Rec. July 09, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
12:15	Tilawat: Surah An-Nisa, verses 12-18 and 19-24.
12:25	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 16.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2016.
14:10	Live Shotter Shondhane
16:15	Qaideen Forum Khilafat Speech: Speech by Abid Khan on Khilafat.
17:05	Kids Time: Programme no. 23.
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Roots To Branches
21:15	In His Own Words
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday May 30, 2016

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
00:50	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 16.
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:25	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2016.
04:10	Explaining Hadith About Khilafat: Hadith of the Holy Prophet Muhammad (saw) on Khilafat.
04:30	Explaining Hadith About Khilafat: Khilafat in the precepts of Prophethood.
04:50	Liqa Maal Arab: Session 94.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:20	Interview of Huzoor (aba): Rec. May 24, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 29, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on January 01, 2016.
11:15	Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 28, 2015.
11:25	Rahenege Khilafat Se Wabasta Hum: About the blessings of Khilafat.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on July 09, 2010.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:25	Rahenege Khilafat Se Wabasta Hum [R]
15:55	The Bigger Picture: Recorded on April 26, 2016.
16:45	Freedom Of Speech
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Interview of Huzoor (aba) [R]
18:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:05	Waqt-e-Masiha
19:25	Somali Service
20:00	Ahmadiyyat In Los Angeles
20:25	In His Own Words
21:00	Servants of Allah: The life of Nazir Ahmed Mubashar
22:05	Friday Sermon [R]
23:20	Jalsa Salana Qadian Speeh [R]
23:30	Rahenege Khilafat Se Wabasta Hum [R]

Tuesday May 31, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Interview of Huzoor (aba)
01:45	Freedom Of Speech
03:00	Friday Sermon
04:20	In His Own Words
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 95.
06:00	Tilawat
06:15	Dars Majmooa Ishtihirat
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 17.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on November 10, 2012.
08:35	Food For Thought
08:45	Rishta Nata Ke Masa'il
08:55	Question And Answer Session:Rec. July 09, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 27, 2016.
12:05	Tilawat: Surah An-Nisa, verses 36-47.
12:15	In His Own Words
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 193.
14:00	Shotter Shondane: Recorded on April 02, 2016.
15:00	Spanish Service: Programme no. 01.
15:40	Open Forum
16:15	Khilafat-e-Haqqa Islamiyyah: On the true concept of Khilafat.
17:00	Food For Thought - Obesity
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 27, 2016.
20:35	The Bigger Picture: Rec. January 19, 2016.
21:25	Noor-e-Mustafwi
21:45	Rishta Nata Ke Masa'il [R]
22:00	Faith Matters [R]
22:50	Question And Answer Session [R]

Wednesday June 1, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars Majmooa Ishtihirat
01:00	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:30	Khilafat-e-Haqqa Islamiyya
03:05	Story Time: Khilafat Day Special.
03:35	Food For Thought -Obesity
04:05	Noor-e-Mustafwi
04:25	Australian Service
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 96.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:00	Jalsa Germany Address To German Guests: Rec. June 06, 2015.
08:00	The Bigger Picture: Recorded on April 12, 2016.
08:50	Rishta Nata Ke Masayil
09:00	Question And Answer Session
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 27, 2016.
12:05	Tilawat: Surah An-Naml, verses 45-60.
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:25	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 02, 2010.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time: Programme no. 23.
16:20	Faith Matters: Programme no. 192.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Germany Address To German Guests [R]
19:00	Rishta Nata Ke Masa'il
19:30	French Service
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:40	Roohani Khazaa'in Quiz
22:00	Friday Sermon: Recorded on July 02, 2010.
23:10	Intekhab-e-Sukhan: Rec. May 28, 2016.
23:45	Rishta Nata Ke Masa'il [R]

Thursday June 2, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:40	Jalsa Germany Address To German Guests
02:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
02:55	Open Forum
03:30	Roohani Khazaa'in Quiz
03:50	Faith Matters: Programme no. 192.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 97.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishtihirat
06:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 17.
07:05	Reception At Houses Of Parliament: Rec. June 11, 2013.
08:10	Rishta Nata Ke Masa'il
08:25	In His Own Words
09:00	Tarjamatul Quran Class: Rec. March 23, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
11:35	Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
12:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishtihirat
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth: Recorded on May 29, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on May 27, 2016.
15:05	Qur'an Sab Se Acha
15:35	Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
16:00	Persian Service: Programme no. 34.
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashar
20:05	World News
20:30	Rishta Nata Ke Masa'il [R]
20:45	Reception At Houses Of Parliament [R]
22:00	Tarjamatul Quran Class [R]
23:05	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 23 Friday 27 May , 2016 Issue No. 22

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ڈنمارک 2016ء

ڈنمارک کی سرزمین سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ جو MTA کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر ہوا

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ بیسیوں افراد جماعت نے اپنے پیارے امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں دورہ کی کوریج کے ذریعہ لاکھوں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

6؍مئی 2016ء بروز جمعۃ المبارک

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا اور ڈنمارک کی سرزمین سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ دوسرا خطبہ جمعہ تھا جو MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے گیارہ سال قبل 9؍ستمبر 2005ء کو حضور انور نے مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا جو MTA پر براہ راست Live نشر ہوا تھا۔

اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے ڈنمارک کی جماعتوں کے علاوہ ناروے، بنگلہ دیش، سویڈن، سپین، جرمنی، کینیڈا، برطانیہ اور بیلجیم کی جماعتوں سے احباب جماعت بڑی تعداد میں ڈنمارک پہنچے تھے۔ مسجد کے علاوہ دونوں بڑے ہالز اور مارکیز نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں اور مجموعی طور پر حاضری چھ صد سے زائد تھی۔

خطبہ جمعہ

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد نصرت جہاں'' میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تقریباً گیارہ سال پہلے مَیں یہاں آیا تھا۔ وقت گزرنے کا پتا نہیں چلتا۔ کئی بچے تھے جو آج جوان ہو گئے ہوں گے۔ کئی ایسے ہوں گے جو بچوں کے ماں باپ بن چکے ہوں گے۔ ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں جماعت پر بہت فضل فرمایا ہے اور مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال، دفاتر، لائبریری اور دوسری سہولیات مل گئیں۔ اسی طرح مسجد کے سامنے جو مکان لیا تھا اس میں بھی بڑی وسعت پیدا ہو گئی اور مشنری کی رہائشگاہ، گیسٹ ہاؤس اور ایک بڑا ہال میسر آ گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں، اگر آپ کے مال بڑھے ہیں، جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ یہ شکرگزاری کس طرح ہو اور اس کا کیا تقاضا ہے؟ ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں، جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو مانا ہے جس کے بارے میں آنحضرت

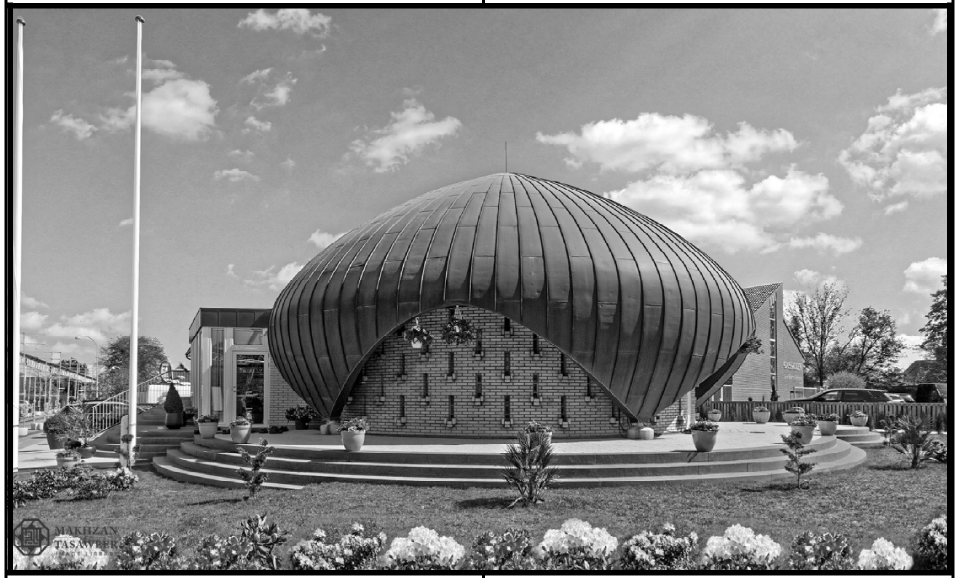

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو وہ اسے واپس لائے گا تو پھر ہمیں اپنی سوچیں بھی مومنانہ بنانی ہوں گی۔ ہمیں ظاہری شکرگزاری یا صرف منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ کر خوش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جو ایک مومن کی زندگی ہے اور جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان فرمائی ہے اور جسے اس زمانے میں کھول کر ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مَیں نے اُس وقت بھی یہاں کے احمدیوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی، جب میں گیارہ سال پہلے یہاں آیا تھا جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا، اور اکثر اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایم ٹی اے کی سہولت اور نعمت عطا فرمائی ہے اس کے ذریعہ سے میری باتیں ہر احمدی تک پہنچ رہی ہیں بشرطیکہ وہ انہیں سننا چاہے۔ بہرحال مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے باپ دادا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کی وجہ سے یہ فضل فرمایا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاری رکھنے کے لئے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا بھی ضروری ہے ورنہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے قدم رک گئے یا دینی باتوں میں عدم توجہگی پیدا ہو گئی یا ہوتی رہی تو ہم اپنی نسلوں کو بھی دین سے دُور کرنے والے ہوں گے اور یوں انہیں اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل سے جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی محروم کرنے والے ہوں گے یعنی مسیح موعود کی بعثت اور اس کا ماننا۔ جن کے باپ دادا احمدی ہوئے اگر ان کی نسلیں دین سے دُور ہٹ گئیں تو وہ اپنے بڑوں کی، اپنے بزرگوں کی دعاؤں سے محروم رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نیکی کا اجر دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے۔ اگر کسی کی نیکی ہو اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو تو اولادیں بھی اس سے فیض پاتی ہیں لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ تمہیں اپنے عمل درست کرنے ہوں گے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ جن کے بزرگ احمدی ہوئے ان بزرگوں نے تو اپنے عہد بیعت کو نبھایا اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس خواہش اور دعا کے ساتھ رخصت ہوئے کہ ان کی نسلیں بھی یہ عہد نبھانے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس عہد کو نبھانے والے ہیں جس کی تلقین ہمارے بزرگوں نے ہمیں کی تھی یا جس راستے پر ہمارے بزرگ ہمیں ڈالنا چاہتے تھے۔ یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا حقیقت میں ہم اپنا عہد بیعت نبھا رہے ہیں یا صرف روایتاً اپنے بڑوں کے بزرگوں کے دین پر قائم ہیں۔ صرف رشتہ داری اور معاشرتی تعلقات کی وجہ سے جماعت میں شامل ہیں اور ابھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح جنہوں نے خود احمدیت قبول کی ہے وہ یہ جائزے لیں کہ کیا ہم نے اپنے ایمان میں بڑھنے اور اپنے عملوں کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے یا کر رہے ہیں یا وہ ایک وقتی جذبہ تھا جس کی وجہ سے احمدیت کو قبول کر لیا۔ کسی بات سے متأثر ہو کر احمدیت قبول کر لی اور ابھی تک وہیں کھڑے ہیں جہاں پہلے دن تھے۔ فائدہ تو ہمیں تبھی ہوگا جب ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھ رہا ہوگا۔ جو ترقی یافتہ ملکوں میں ہجرت کر کے آئے ہیں ان ممالک میں انہیں مسلسل یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں بہتر حالات نے انہیں دین سے دُور تو نہیں کر دیا؟ یورپ کی ترقی سے متأثر ہو کر دین کو بھول تو نہیں گئے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کوسوو، مشرقی یورپ سے آئے ہوئے بھی بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے احمدیت قبول کی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو مانا ہے، انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

غرض کہ یہاں مختلف قسم کے لوگ ہیں۔ ہر طبقے اور ہر قسم کے لوگوں کو جو احمدیت میں شامل ہوئے، چاہے پیدائشی ہیں، چاہے بعد میں بیعت کر کے آنے والے ہیں، چاہے ہجرت کر کے آنے والے ہیں یا یہاں کے رہنے والے ہیں سب کو ان باتوں پر غور کرنا ہوگا کہ اب انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا حق ادا کر سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا پیدائشی احمدی ہوں، پرانے احمدی ہوں یا نئے آنے والے احمدی ہوں، ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں یا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم پر جو ذمہ داریاں حضرت مسیح موعود علیہ

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں